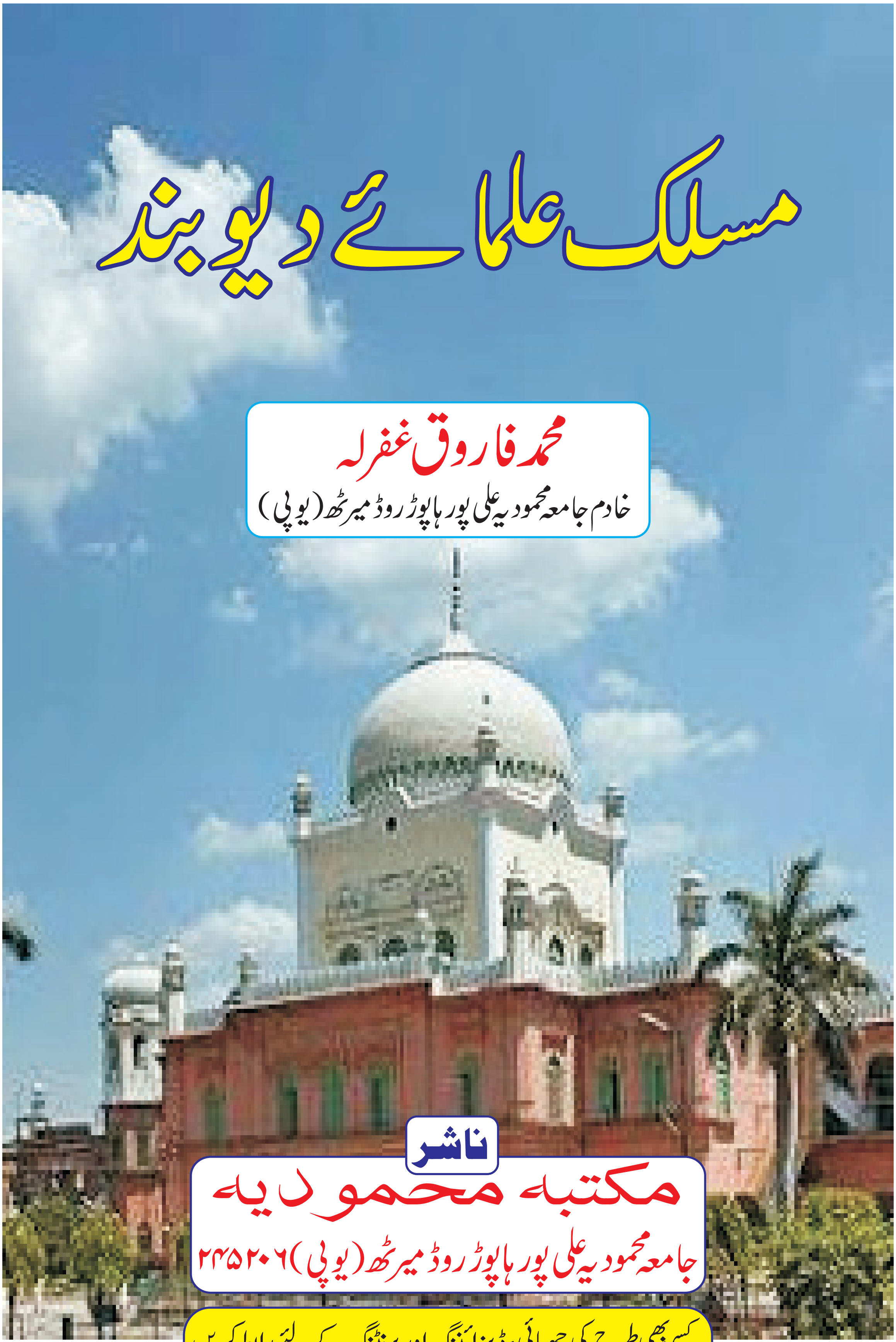

مسلک علمائے دیوبند

محمد فاروق غفرلہ

خادم جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی)

ناشر

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) ۲۴۵۲۰۶

کسی بھی طرح کی چھپائی، ڈیزائننگ اور پرنٹنگ کے لئے رابطہ کریں

مجیب الرحمٰن قاسمی (مسکان پریس، سبھاش نگر، میرٹھ) 7895786325

01 Khutbat-e-Mahmood J-1

مسلک علمائے دیوبند

اور

حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم

افادات

فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہٗ

مفتی اعظم ہند دار العلوم دیوبند

ترتیب

حضرت مولانا محمد رحمت اللہ صاحب زید مجدہم

مہتمم دار العلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کشمیر

ترتیب جدید

محمد فاروق غفرلہٗ

خادم جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

تفصیلات

نام کتاب:......**مسلک علمائے دیوبند اور حب رسول ﷺ**

افادات:......**فقیہ الامت حضرت اقدس فقیہ الامت قدس سرہ**

ترتیب:......**حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب زید مجدہم**
مہتمم دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کشمیر

ترتیب جدید:......**محمد فاروق غفرلہ**
خادم جامعہ محمودیہ علی پور میرٹھ

تعداد:......۵۰۰۰

کمپوزنگ:......**مجیب الرحمن قاسمی** لکھیم پوری شعبہ کمپیوٹر جامعہ ہذا

سن اشاعت:......۱۴۳۶ھ مطابق ۲۰۱۵ء

صفحات:......۱۰۶

قیمت:............

-:ناشر:-

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) ۲۴۵۲۰۶

01 Khutbat-e-Mahmood J-1

فہرست مضامین

مسلک علمائے دیوبند

اور

حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم

۱	عرض مرتب	۹
۲	مسلک علمائے دیوبند اور حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۱۱
۳	عشق الٰہی کی سوزش اور اکابر دیوبند کے واقعات	۱۴
۴	سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ	۱۴
۵	مناجات	۱۴
۶	درد غمناک	۱۶
۷	نعتیہ غزل	۱۷
۸	نعتیہ غزل	۱۷
۹	نعتیہ غزل	۱۸
۱۰	نعتیہ غزل	۱۸
۱۱	حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ	۱۹
۱۲	گریہ کے غلبہ کا عجیب واقعہ	۲۰

۱۳	حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب نور اللہ مرقدہ بانی دارالعلوم دیوبند	۲۳
۱۴	حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۲۵
۱۵	مولانا احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ	۲۶
۱۶	ایک اپاہج کا بیت اللہ کے لئے سفر	۲۷
۱۷	مولانا محب الدین اور مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہما	۲۸
۱۸	مولانا محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ	۳۰
۱۹	اکابر دیوبند کی جہادِ شاملی میں شرکت	۳۱
۲۰	رسومِ شرکیہ سے بچتے ہوئے توحید خالص پر اعتماد ہو	۳۲
۲۱	حضرت گنگوہی اور حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہما کا واقعہ	۳۳
۲۲	اکابر دیوبند کے حسن خاتمہ کے چند واقعات	۳۴
۲۳	حضورِ اکرم ﷺ کی محبت ہر مخلوق کی محبت پر غالب ہو	۳۶
۲۴	حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے چند واقعات	۳۷
۲۵	حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور درجۂ احسان	۳۷
۲۶	نماز میں غیر کا تصور	۳۹
۲۷	حضرت حافظ محمد احمد صاحب اور حضرت حاجی صاحب کو حضرت نبی کریم ﷺ کی خواب میں زیارت	۳۹
۲۸	آنحضرت ﷺ کی زیارت کی کیفیت	۴۱
۲۹	حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی کیفیت	۴۱
۳۰	حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے زیارت نبوی ﷺ کے واقعات	۴۲
۳۱	آفتاب نبوت کے سامنے چراغ کا اضمحلال	۴۴

01 Khutbat-e-Mahmood J-1

۳۲	حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کا فنا فی الرسول ہونا	۴۵
۳۳	لندن میں تین قبریں دیکھیں اور ان کی تعبیر	۴۶
۳۴	چار انبیاء علیہم السلام کے خیمے اور اس کی تعبیر	۴۶
۳۵	آتش عشق الٰہی	۴۷
۳۶	فراقِ دیارِ حبیب ﷺ پر حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی حالت	۴۹
۳۷	درس و تدریس، تصنیف و تالیف میں تاثیر عشق	۵۱
۳۸	کمالِ عشق و محبت کا اندازہ	۵۲
۳۹	پانچویں حج کا واقعہ	۵۲
۴۰	حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب قدس سرہ کا سوز و گداز	۵۳
۴۱	حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ	۵۴
۴۲	حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کا واقعہ	۵۵
۴۳	حدیث شریف کی تشریح	۵۹
۴۴	حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ	۶۰
۴۵	قرآن پاک سننے کیلئے حضرت نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری	۶۲
۴۶	حضرت سہارنپوری اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہما کے واقعات	۶۳
۴۷	عشق و محبت کی علامت	۶۴
۴۸	حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا اتباعِ سنت	۶۵
۴۹	علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا اتباعِ سنت	۶۶
۵۰	حضور اقدس ﷺ کا عمل مرض الوفات میں	۶۷
۵۱	حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ	۶۷

٥٢	اشاعت دین اور خدمت حدیث نبویؐ	٦٨
٥٣	بخاری شریف کی اشاعت	٦٨
٥٤	فیض الباری	٦٨
٥٥	ترجمان السنۃ	٦٩
٥٦	بذل المجہود	٧٠
٥٧	اوجز المسالك	٧٠
٥٨	الکوکب الدری	٧٠
٥٩	الکنز المتواری	٧١
٦٠	کفایت المفتی	٧١
٦١	فتاویٰ دار العلوم	٧١
٦٢	فتاویٰ امدادیہ	٧١
٦٣	خدماتِ دار العلوم دیوبند	٧٢
٦٤	بیان القرآن	٧٢
٦٥	اعلاء السنن	٧٣
٦٦	جیل میں حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کا قرآن پاک پڑھانا	٧٣
٦٧	مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے واقعات	٧٤
٦٨	امت کے لئے بیقراری	٧٤
٦٩	امر غیبی	٧٥
٧٠	تبلیغی گشت کی ابتداء	٧٥
٧١	دعوت کا انہماک	٧٦

۷۲	درد و بے قراری	۷۷
۷۳	وہابی کیا ہے؟	۸۱
۷۴	رضا خانی یا بریلوی......حسام الحرمین اور براہین قاطعہ	۸۳
۷۵	حضرت فقیہ الامت قدس سرہ کی حضرت مولانا عبد القادر طرابلسی قدس سرہ سے ملاقات	۸۴
۷۶	حیات النبی ﷺ سے متعلق مغالطہ	۸۵
۷۷	عقائد علمائے دیوبند	۸۶
۷۸	عجیب واقعات	۸۷
۷۹	تحذیر الناس کی ایک عبارت پر اعتراض اور اس کا جواب	۸۷
۸۰	ایک رضا خانی کی تقریر	۸۸
۸۱	مولانا منظور صاحب اور مولانا حشمت علی صاحب کا مناظرہ	۸۸
۸۲	حضرت فقیہ الامت نور اللہ مرقدہ کی عشاء کے بعد سے فجر تک تقریر	۸۸
۸۳	حضرت فقیہ الامت نور اللہ مرقدہ کی مشغولی	۹۰
۸۴	تبلیغی جماعت کے بارے میں غلط فہمی	۹۰
۸۵	بریلوی صاحب کا دیوبندی کے مسجد میں آنے سے مسجد دھلوانا	۹۱
۸۶	اگالدان کا نام دیوبند	۹۲
۸۷	بریلویوں کے یہاں دیوبند و تھانہ بھون	۹۲
۸۸	حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق فریب دہی	۹۲
۸۹	ایک عورت کا خواب	۹۳
۹۰	بیان القرآن اور حضور اقدس ﷺ کی بشارت	۹۴

۹۱	بزرگوں کا حوصلہ	۹۴
۹۲	**چند مزید واقعات**	۹۵
۹۳	بعض بریلویوں کی حضرت فقیہ الامت نور اللہ مرقدہ سے سفر حج میں ملاقات	۹۵
۹۴	حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نور اللہ مرقدہ کے قافلہ کا بمبئی میں قیام	۹۶
۹۵	بنیا وہابی	۹۶
۹۶	چائے کی تواضع سے بدعتی میں تبدیلی	۹۷
۹۷	ایک مناظرہ	۹۸
۹۸	مناظرہ میں مباحثہ	۹۹
۹۹	کسی مسلمان کو کافر کہنے کا حق نہیں	۹۹
۱۰۰	دیوبند مناظرہ کے لئے آنے کی دعوت	۱۰۰
۱۰۱	بریلوی سنی نہیں ہوسکتے	۱۰۰
۱۰۲	مناظرہ سے انکار مت کرنا	۱۰۱
۱۰۳	حضور اقدس ﷺ نے تسلی دی	۱۰۲
۱۰۴	سلام بدرگاہِ خیر الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم	۱۰۳
۱۰۵	اِلتجا	۱۰۴

تمت و بالفضل عمت

□□□

عرض مرتب

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ۔ اَمَّا بَعْدُ!

ایک طبقہ ایک طویل عرصہ سے علمائے دیوبند کو بدنام کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور عوام کو حضرات علمائے دیوبند سے بدگمان کر کے ان سے کاٹنے اور ان سے دور رکھنے کی سازش میں مشغول ہے، کبھی کہا جاتا ہے: علمائے دیوبند حضرت نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذلك۔

کبھی کہا جاتا ہے: علمائے دیوبند حضرت نبی کریم ﷺ سے محبت نہیں کرتے۔ ان میں عشق رسول نہیں پایا جاتا۔ کبھی کہتے ہیں: علمائے دیوبند حضرات اولیاء کرام کو نہیں مانتے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس طرح کی بے بنیاد اور خلاف واقعہ باتیں بیان کر کے عوام کو علمائے دیوبند سے دور رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اور انہیں یقین ہے کہ اگر عوام علمائے دیوبند کے قریب آئیں گے، ان کی باتیں سنیں گے ان کی زندگی دیکھیں گے تو ہماری قلعی کھل جائے گی اور عوم ہمارے ہاتھ سے نکل جائیں گے، اس لئے کوشش کرتے ہیں کہ علمائے دیوبند کی باتیں تک نہ سنیں، ان کی مجالس میں شرکت تک نہ کریں۔ ان سے مصافحہ تک نہ کریں۔ اس کو وہ حضرات دین کی بڑی خدمت سمجھے ہوئے ہیں۔

حالانکہ دیوبندیت تو نام ہی ہے عشق الٰہی اور عشق نبوی ﷺ کے جان و دل اور تن بدن میں رچ بس جانے اور کمالِ اطاعت خداوندی اور کمالِ اتباع نبوی ﷺ کے ساتھ دین اور اشاعت سنت کو مقصد زندگی بنانے اور اس کے لئے ہر طرح کی قربانی پیش کرنے کے جذبہ کا۔ جس کی دلیل خود حضرات اکابر علمائے دیوبند کی زندگیاں ہیں، جو سورج کی طرح روشن ہیں۔

فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند کے سفر کشمیر کے موقع پر وہاں کے حضرات نے علمائے دیوبند کے بارے میں اسی نوع کے سوالات مختلف مجالس

میں کئے۔حضرت نور اللہ مرقدہٗ نے شرح وبسط کے ساتھ انکے جوابات عنایت فرمائے جن کو کیسیٹ کے ذریعہ محفوظ کرلیا گیا۔محب مکرم حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب زید مجدہم دارالعلوم رحیمیہ باندی پورہ کشمیر نے انکو اپنی زیر نگرانی نقل کرایا اور پھر ترتیب دیکر ”مسلک علمائے دیوبند اور حب رسول ﷺ“ کے نام سے اپنے اہتمام سے شائع فرمایا، جو بیحد مفید ومقبول ہوا اور بار بار شائع ہوتا رہا اور عوام وخواص کی طرف سے اس کی اشاعت کے برابر تقاضے ہوتے رہے۔

ادھر مواعظ فقیہ الامت اولاً قسط وار شائع ہوئے، پھر مجموعی طور پر تین جلدوں میں خطبات محمود کے نام سے ان کی اشاعت ہوتی رہی۔اب جب کہ مواعظ فقیہ الامت کو نظر ثانی اور جدید کتابت کے ساتھ نیز بعض مواعظ کے اضافے کے ساتھ شائع کیا جارہا ہے۔

بعض احباب بالخصوص محب مکرم حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب زید مجدہم خادم خاص حضرت فقیہ الامت نور اللہ مرقدہٗ کا تقاضہ ہوا کہ ”مسلک علمائے دیوبند اور حب رسول ﷺ“ کو بھی مواعظ فقیہ الامت میں شامل کرلیا جائے۔

اس لئے جدید کتابت سے پہلے نظر ثانی کی گئی اور بعض مفید اضافے بھی کئے گئے اور پھر جدید کتابت کے بعد مواعظ فقیہ الامت جلد خامس میں شامل کردیا گیا اور اس کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر الگ سے مستقلاً بھی شائع کیا جارہا ہے۔حق تعالیٰ شانہ اپنے فضل وکرم سے اس کی افادیت میں مزید اضافہ فرمائے اور بیحد قبول فرمائے۔آمین!

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔

بِحُرْمَةِ حَبِيْبِكَ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ۔وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ

سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَحَبِيْبِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ

اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ۔آمین

محمد فاروق غفرلہٗ

خادم جامعہ محمودیہ علی پور، ہاپوڑ روڈ، میرٹھ (یوپی) الہند ۲۹؍صفر المظفر ۱۴۳۶ھ دوشنبہ

مسلک علمائے دیوبند

اور

حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اس بیان میں

☆...... دیوبند والوں کا مسلک کیا ہے؟ کیا اکابر دیوبند میں عشق رسول ﷺ بھی پایا جاتا ہے؟

☆...... کیا اکابر دیوبند اولیاء کو نہیں مانتے؟

☆...... وہابی کون ہوتے ہیں؟ کیا دیوبندی بھی وہابی ہیں؟

☆...... بعض لوگ کہتے ہیں کہ دیوبند والے اہلسنّت والجماعت نہیں ہیں۔

☆...... اور یہ بریلوی اور رضا خانی کون ہیں؟

سوالات کے جوابات ہیں۔

01 Khutbat-e-Mahmood J-1

مسلک علمائے دیوبند
اور
حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ۔ اَمَّا بَعْدُ!

اس رمضان سے پہلے رمضان میں ایک صاحب کا خط آیا میرے پاس۔لکھا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ حضور اقدس ﷺ ارشاد فرما رہے ہیں تم دارالعلوم دیوبند میں ملازمت کرلو۔اس کی تعبیر کیا ہے؟ میں نے ان کو جواب لکھا کہ دارالعلوم دیوبند کے جو ارباب حل وعقد ہوں آپ ان سے بیان کیجئے۔اگرانکوبھی کوئی بشارت اورخوشخبری ہوئی ہوتو معاملہ آسان ہے۔آپ کی ملازمت ہوجائیگی۔اگرایسا نہیں ہےتو پھراس کا مطلب یہ ہے کہ مسلک دارالعلوم کولازم پکڑلو۔اب وہ مسلک دارالعلوم کیا ہے؟ وہ پانچ چیزیں ہیں۔

(۱)......عشق الٰہی کی سوزش سینے میں ہو(اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جان دینے کے لئے ہروقت تیار رہے۔)

(۲)......تمام رسوم شرکیہ سے بچتے ہوئے توحید خالص پر اعتقاد ہو۔

(۳)......حضرت نبی اکرم ﷺ کی محبت ہرمخلوق کی محبت پر غالب ہو۔

(۴)......زندگی کا ہر ہر گوشہ اتباعِ سنت سے منور ہو۔

(۵)......اشاعت دین کی لگن ہو۔

یہ پانچ چیزیں ہیں ان پانچ چیزوں کو اپنے اوپر لازم کرلیجئے،یہی دارالعلوم کی ملازمت ہے۔ان کے خط میں اتنا ہی لکھا تھا لیکن سب چیزوں کی تشریح بھی چاہئے۔

....

01 Khutbat-e-Mahmood J-1

عشق الٰہی کی سوزش
اور
اکابر دیوبند کے واقعات

سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

ان کی دعا ہے کہ یا اللہ! مجھے قبر سے نابینا نہ اٹھائیے اور نہ دنیا سے نابینا اٹھائیے۔ بلکہ اپنے دیدار کا جلوہ دکھاتے ہوئے اٹھائیے۔ یہ عشق الٰہی کی ہی بات ہے۔

نیز "مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ" جو شخص جس چیز سے زیادہ محبت کرتا ہے اس کا تذکرہ زیادہ کیا کرتا ہے۔ اسی وجہ سے حضرت ذکر (الٰہی) زیادہ کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے: کہ بڑھاپا آ گیا۔ سانس نہیں رہا۔ کمزوری کی وجہ سے سانس تھوڑا رہ گیا۔ صرف ایک سو اسّی ضربیں ایک سانس میں لگاتا ہوں۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے قصائد تو پڑھے ہوں گے۔ ایک مناجات کے چند اشعار ملاحظہ ہوں؛

مناجات

الٰہی یہ عالم ہے گلزار تیرا — عجب نقش قدرت نمودار تیرا
جہاں لطف گل ہے وہیں خار غم ہے — ہے گل خوار میں گل میں ہے خار تیرا
عجب رنگ برنگ ہر رنگ میں ہے — یہ ہے رنگ صنعت کا اظہار تیرا

خوشی غم میں رکھی ہے اور غم خوشی میں — عجب تیری قدرت عجب کار تیرا
یہ نقشہ دو عالم کا جو جلوہ گر ہے — ہے پردے میں روشن سب انوار تیرا
یہ کوتاہی اپنی نظر کی ہے یارب — ترے نور کو سمجھیں اغیار تیرا
الٰہی بتا چھوڑ سرکار تیری — کہاں جاوے اب بندہ ناچار تیرا
دوا یا رضا کیا کروں میں الٰہی — کہ وارد بھی تیری اور آزار تیرا
مرض لا دوا کی دوا کس سے چاہوں — تو شافی ہے میرا میں بیمار تیرا
میں ہوں چیز تیری تو چاہے سو کر تو — تو مختار میرا میں ناچار تیرا
الٰہی رہے وقت مرنے کے جاری — بتصدیق دل لب پہ اقرار تیرا
نہ کوئی میرا ہے نہ ہوں میں کسی کا — تو میرا میں عاجز دل افگار تیرا
تو میرا میں تیرا میں تیرا تو میرا — ترا فضل میرا مرا کار تیرا
نہیں میں تو ہی ہے تو ہی ہے نہیں میں — تو ہے نور میرا میں آثار تیرا
میں ہوں عبد تیرا تو معبود میرا — تو مسجود میں ساجد زار تیرا
تو کر بے خبر ساری خبروں سے مجھ کو — الٰہی رہوں اک خبردار تیرا
الٰہی وہ جلوہ محبت عطا کر — جو کر دے مجھے عاشق زار تیرا
کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ چاہتا ہے — میں تجھ سے ہوں یارب طلب گار تیرا
نہیں اس سے زیادہ مجھے کوئی خواہش — ہر اک شی سے ہے وصل درکار تیرا
نہیں دونوں عالم سے کچھ مجھ کو مطلب — تو مطلوب میں ہوں طلب گار تیرا
ہے جنت کی نعمت تو سب میرے اوپر — میسر ہوا اے کاش دیدار تیرا
مرے دل میں ٹک جلوہ فرما الٰہی — کہ تجھ بن ہے ویران اب دار تیرا

حجاب خودی میرا یارب اٹھا دے
کہ تا دیکھوں بے پردہ دیدار تیرا

....

رسالہ دردغمناک کے چند اشعار ملاحظہ ہوں؛

دردغمناک

سنو یارو عجب قصہ ہمارا — بیان کرتا ہوں میں جو غم کا مارا
سناتا ہوں تمہیں اس کو سراسر — گذرتا ہے جو کچھ اب میری جاں پر
پڑا سوتا تھا میں خواب عدم میں — نہ تھا کچھ مبتلا ہستی کے غم میں
سو آ کر عشق نے مجھ کو جگایا — جگا کر سو مصیبت میں پھنسایا
کچھ ایسا اس نے پھر نقشہ دکھایا — کہ جس نے مجھ کو سودائی بنایا
گیا اس دن سے سونا اور کھانا — ہوا میں غم کے تیروں کا نشانا
اجی جس کے ہو دل میں درد فرقت — اسے کب ہووے خواب وخور کی فرصت
وہ کیا جانے ہے اس درد والم کو — نہ دیکھا جس نے ہو فرقت کے غم کو
اٹھا چھاتی میں درد عشق جس کی — اسے پھر نیند کس کی بھوک کس کی
پڑا جو غم کا لشکر دل پہ آ ٹوٹ — متاعِ صبر وتسکیں لے گیا لوٹ
تڑپ کر غم میں شب کو صبح کرنا — صبح سے شام تک رو رو کے مرنا
وہ جن آنکھوں میں خار ہجر ہووے — بھلا وہ عمر بھر کیوں کر نہ رووے
گیا سب بھول کھانا اور پینا — پڑا مشکل مجھے اب اپنا جینا
لگی کہنے مجھے خلقت دیوانہ — کسی نے درد کو میرے نہ جانا
یونہی کہتے ہیں اپنی اپنی سارے — نہیں واقف کوئی غم سے ہمارے
اگر ظاہر کروں حال درونی — بناؤں اک عالم کو جنونی
جو میں ظاہر کروں سوز جگر کو — کروں شرمندہ دوزخ کے شرر کو

دکھاؤں بے کلی اپنی کو میں اگر
تو اک ہلچل پڑے عالم کے اندر

یہ سب عشق الٰہی کے اثرات وثمرات ہیں۔

عشق نبوی ﷺ کے لئے بھی ان کی نعتوں کے چند اشعار نقل کئے جاتے ہیں:

نعتیہ غزل

کر کے نثار آپ پر گھر بار یا رسول
اب آ پڑا ہوں آپ کے دربار یا رسول

عالم نہ متقی ہوں نہ زاہد نہ پارسا
ہوں امتی تمہارا گنہگار یا رسول

اچھا ہوں یا برا ہوں غرض جو کچھ ہوں سو ہوں
پر ہوں تمہارا تم مرے مختار یا رسول

کس طرح آہ میں کروں خدمت میں حال عرض
ہوں خجلت گناہ سے سرشار یا رسول

نعتیہ غزل

ذرا چہرے سے پردے کو اٹھاؤ یا رسول اللہ
مجھے دیدار ٹک اپنا دکھاؤ یا رسول اللہ

کرو روئے منور سے مری آنکھوں کو نورانی
مجھے فرقت کی ظلمت سے بچاؤ یا رسول اللہ

اٹھا کر زلفِ اقدس کو ذرا چہرہ مبارک سے
مجھے دیوانہ اور وحشی بناؤ یا رسول اللہ

شفیع عاصیاں ہو تم وسیلہ بیکساں ہو تم
تمہیں چھوڑ کر اب کہاں جاؤں بتاؤ یا رسول اللہ

پیاسا ہے تمہارے شربت دیدار کا عالم
کرم کا اپنے اک پیالہ پلاؤ یا رسول اللہ
خدا عاشق تمہارا اور ہو محبوب تم اس کے
ہے ایسا مرتبہ کس کا سناؤ یا رسول اللہ

نعتیہ غزل

مکے میں ہوں پر ہے ہوس کوئے مدینہ
دے ہے رخِ کعبہ خبر روئے مدینہ

لانے لگی اب بادِ صبا بوئے مدینہ
دل اُڑنے لگا ہو کے ہوا سوئے مدینہ

پہنچا دے مجھے منزلِ مقصود کو جلدی
یارب ہے لگی دل کی تگ و بوئے مدینہ

نعتیہ غزل

کہے ہے شوقِ نبی یہ آ کر چلو مدینے چلو مدینے
میں ہوں گا دل سے تمہارا رہبر چلو مدینے چلو مدینے
صبا بھی لانے لگی ہے اب تو نسیم طیبہ نسیم طیبہ
کہے ہے شوق اب ہوا میں اُڑ کر چلو مدینے چلو مدینے
خدا کے گھر میں تو رہ چکے بس عمر بھی آخر ہوئی ہے آخر
مریں گے اب تو نبی کے در پر چلو مدینے چلو مدینے

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت (ذکر وغیرہ) کتنا پڑھ لیتے ہیں؟

فرمایا: پڑھنے کا زمانہ تو گیا، اعضاء مضمحل ہو چکے ہیں۔ طاقت ختم ہو چکی ہے، پڑھنے کی، تاہم سوا لاکھ ذکر کا روزانہ کا معمول ہے۔ (جبکہ وہ حدیث شریف بھی پڑھاتے تھے، درس بھی دیتے تھے، صحاح ستہ کی تمام کتابیں تنہا خود پڑھاتے تھے۔ طالبین کی تربیت بھی کرتے تھے)۔

اسی کے تو آثار ہیں کہ نیند بھی قربان فرمادیتے تھے۔ رات کا تھوڑا سا حصہ لیٹتے پھر اٹھ جاتے نماز پڑھنے کے لئے۔

قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی نور اللہ مرقدہ جب رات کو ذکر فرماتے تو محسوس ہوتا کہ ساری مسجد کانپ رہی ہے اور اس طرح گریہ طاری ہوتا کہ گویا پسلیاں ٹوٹ جائیں گی۔ حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں؛

”جس وقت حضرت مخدوم بالجہر ذکر شروع فرماتے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ساری مسجد کانپ رہی ہے، خود پر جو حالت گذرتی ہوگی اس کی تو کسی کو کیا خبر؟“

”تھانہ میں امدادیہ آستانہ سے جو بات حاصل ہوئی تھی اس نے کھانے کا رکھانہ پینے کا، ہر وقت تفکر اور استغراق سے کام تھا۔ اور رونا سبب راحت و آرام، اکثر تمام شب روتے گذر جاتی اور سارا سارا دن کسی گہرے فکر میں غرق ہوئے تمام ہو جاتا تھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے ایک رضائی نیلے رنگ کی آپ کے لئے تیار کی تھی کہ شب کو مسجد آتے جاتے خنکی سے محفوظ رکھے اور ہلکی سردی میں راحت پہنچائے گی۔ آپ کے رونے اور آنسوؤں کے اسی رضائی سے پوچھنے

کی وجہ سے اس کا رنگ بھی کچھ کا کچھ ہو گیا تھا اور ہیئت ہی دوسری بدل گئی تھی۔"
(تذکرۃ الرشید: ۵۲)

آگے تحریر فرماتے ہیں:

"الغرض امام ربانی کی وہ عالی اور بلند ہمت جو خدائی خزانہ عامرہ سے فطرۃً آپ کو عطا ہوئی تھی، سرتاپا تمام وکمال تحصیل قرب الٰہی میں صرف ہونے لگی اور آپ کی عمر عزیز کا لحظہ لحظہ جو حق تعالیٰ نے تجارت آخرت کے جواہرات بنا کر راس المال قرار دیا ہے۔ پائدار منفعت کے کسب میں گذرنے لگا۔ رات کی سنسان گھڑیوں میں آپ اپنے نجات دہندہ خدا کو پکارا کرتے۔ اندھیری شب کی سیاہ چادر اوڑھ کر اپنے پرورش کنندہ خالق کو سجدے کرتے، اس کے دربار میں حاضر ہو کر ناک رگڑتے، گڑگڑاتے اور روتے روتے بیتاب ہو جایا کرتے تھے۔" (تذکرۃ الرشید: ۶۰)

گریہ کے غلبہ کا عجیب واقعہ

حضرت مولانا میرٹھی قدس سرہ نے اپنا چشم دید واقعہ اس طرح بیان فرمایا ہے:

"نااہل مؤلف جو حضرت قطب العالم قدس سرہ کا خود ناقدرشناس بنا رہا۔ ان وجدانی کوائف کو کسی طرح سمجھے یا زبان قلم پر لائے۔ جن کا سمجھنا وجدان سلیم اور اسی قلب کا کام ہے۔ جس میں کچھ چسک بیدار ہوئی ہو یا اس راستہ کی ہوا لگ کر قدرے ذائقہ منہ کو لگ گیا ہو۔ نابالغ بچہ کتنا ہی کوئی سچا اور فہیم وصاحب زبان شخص بیان کرے مگر لذت جماع قبل بلوغ ہرگز سمجھ نہیں سکتا۔ پھر بھلا عشق ومحبت کی وہ آگ جو کسی عاشق کے قلب میں بھڑک رہی ہو صورت دیکھنے والا اور عشق کے معنی سے ناواقف شخص کیوں کر سمجھ سکتا ہے؟

نظر کو کیا خبر پردہ کے اندر دل لگی کیا ہے؟
کوئی آزاد کیا جانے کسی دل کی لگی کیا ہے؟

ایک مرتبہ ظہر کے بعد حجرہ شریف میں آپ تلاوت قرآن کے اندر مشغول تھے۔ بندہ نادان و نادار مولوی محمد یحییٰ صاحب کے پاس اس طرح دبے پاؤں خاموش جا بیٹھا کہ حضرت نے آہٹ بھی نہ سنی، تھوڑی دیر میں مولوی محمد یحییٰ صاحب کسی ضرورت سے باہر تشریف لے گئے اور میں تنہا بیٹھا رہ گیا۔ چند منٹ گذرے تھے کہ حضرت قدس سرہ کے لہجہ تلاوت میں تغیر شروع ہوا اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہنچی کہ آپ کا سارا جسم کانپنے لگا۔ بے اختیار آپ آٹھ آٹھ آنسو رونے لگے، آواز رک گئی، ہر چند آپ پڑھنا چاہتے مگر گریہ کا غلبہ حلق کو پکڑ لیتا تھا۔ خدا شاہد ہے و کفی بہ شہیدا جو حالت اس وقت حضرت پر طاری تھی، شاید تند مزاج خوں خوار شیر کے سامنے پڑ کر کسی کمزور ناتواں، ضعیف القلب شخص کی بھی یہ حالت نہ ہوگی۔ اور خشیت جو اس وقت آپ پر ہویدا تھا، غالباً کسی جبار و باقدرت شہنشاہ کے سامنے کھڑے ہو کر کسی خطاوار سے خطاوار مجرم غلام پر بھی ظاہر نہ ہوا ہوگا۔ آپ کی یہ حالت اتفاقیہ اور عمر بھر میں پہلی بار میری نظر پڑی تھی، میں اب تک بھی نہیں جانتا کہ کس بات سے آپ ڈرتے تھے اور کیوں کانپ رہے تھے۔ یہی قرآن مجید ہے جس کو اوّل سے آخر تک مسلمان پڑھا کرتے ہیں، خدا جانے وہ مضمون کون سا اور کہاں ہے جس پر خوف یا خشیت طاری ہوتا ہے۔ اس لئے دفعتاً یہ تغیر حال دیکھ کر میں تھرا اٹھا۔ اور اس درجہ پریشان ہوا کہ اب تصور آتا ہے تب بھی گھبرا جاتا ہوں۔ دل میں خوف زدہ ہو کر کہنے لگا؛ کہ یا اللہ آج کس مصیبت میں آ پھنسا نہ جائے رفتن ہے نہ پائے ماندن، اگر بیٹھا رہوں تو ممکن ہے کہ حضرت کو میرے بیٹھنے کا کشف یا اور کسی طرح اطلاع ہو جائے تب معتوب ہوا

اور اٹھوں تو پاؤں کی آہٹ سے اطلاع ہونی ضرور اور اس موہوم سے یہ غالب خیال زیادہ خطرناک اس لئے خدا ہی جانتا ہے کہ اس وقت میرے دل کی کیا حالت تھی۔ نہ میں آسمان پر تھا نہ زمین پر، ساکت وصامت بنا بیٹھا رہا اور وحشت زدہ دل بجائے اس کے کہ اس حالت سے مستفید ہوتا کمال الحاح اور اخلاص کے ساتھ یوں دعا مانگتا رہا کہ؛ یا اللہ کسی طرح مولوی محمد یحییٰ جلد آویں۔ دعاء حقیقت میں دل سے نکلی اور عین اضطرار و توحش میں واقع ہوئی تھی۔ اس لئے شاید چند لحظے نہ گذرے ہوں کہ مولوی محمد یحییٰ صاحب جو حجرہ کی آمد و رفت کے ہر وقت کے مجاز تھے آ گئے، ان کا حجرہ کی چوکھٹ پر قدم رکھنا تھا اور حضرت کا اس حالت کو ضبط فرما کر سیدھا ہو بیٹھنا۔ خدا جانے یہ حالت عجیبہ دفعتاً پیدا کیونکر ہوئی۔ اور اسی طرح یک لخت ضبط کس طرح ہوگئی۔ بجز اس کے کہ بالاجمال اتنا سمجھا کہ یہ بھی کوئی حالت محمودہ ہے، جو اتباع سنت نبویہ میں اولیاء اللہ پر طاری ہوتی ہے، جو جوان کو بوڑھا اور قوی کو کمزور بنا دیتی ہے اور کچھ نہ اس وقت سمجھا نہ اب سمجھ سکتا ہوں۔" (تذکرۃ الرشید: ۱۹۲، ۱۹۳)

....

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب نور اللہ مرقدہ
بانی دارالعلوم دیوبند

حضرت نانوتوی قدس سرہ کے عشق الٰہی اور عشق نبوی ﷺ کو دیکھنا ہو تو قصائد قاسمی دیکھیں۔ قصائد قاسمی کے نعتیہ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

تو فخرِ کون و مکاں زبدۂ زمین و زماں
امیر لشکر پیغمبراں، شہِ ابرار

خدا ترا، تو خدا کا حبیب اور محبوب
خدا ہے آپ کا عاشق تم اس کے عاشق زار

تو بوئے گل ہے اگر مثل گل ہیں اور نبی
تو نورِ شمس گر اور انبیاء ہیں شمسِ نہار

حیات جان ہے تو ہیں اگر وہ جان جہاں
تو نور دیدہ ہے گر ہیں وہ دیدۂ بیدار

طفیل آپ کے ہے کائنات کی ہستی
بجا ہے کہیے اگر تم کو مبدء الآثار

جلو میں تیرے سب آئے عدم سے تا بہ وجود
قیامت آپ کی تھی دیکھئے تو اک رفتار

جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں
ترے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار

پہنچ سکا تیرے رتبہ تلک نہ کوئی نبی
ہوئے ہیں معجزہ والے بھی اس جگہ ناچار

جو انبیاء ہیں وہ آگے تری نبوت کے
کریں ہیں امتی ہونے کا یا نبی اقرار

لگاتا ہاتھ نہ پتلے کو بوالبشر کے خدا
اگر ظہور نہ ہوتا تمہارا آخر کار

خدا کے طالبِ دیدار حضرت موسیٰ
تمہارا لیجئے خدا آپ طالب دیدار

کہاں بلندی طور اور کہاں تری معراج
کہیں ہوئے ہیں زمیں آسمان بھی ہموار

جمال کو ترے کب پہنچے حسن یوسف کا
وہ دلربائے زلیخا، تو شاہد ستار

اگر قمر میں کچھ آ جائے تیرے چہرے کا نور
تو رات دن ہو اور آگے ہو اسکے دن شب تار

عجب نہیں تیری خاطر سے تیری امت کے
گناہ ہو ویں قیامت کو طاعتوں میں شمار

بکیں گے آپ کی امت کے جرم ایسے گراں
کہ لاکھوں مغفرتیں کم سے کم پہ ہوں گی نثار

امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید ہے یہ
کہ ہو سگانِ مدینہ میں مرا نام شمار

جیوں تو ساتھ سگانِ حرم کے تیرے پھروں
مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھ کو مور و مار

جو یہ نصیب نہ ہو، اور کہاں نصیب مرے
کہ میں ہوں اور سگانِ حرم کی تیرے قطار

....

اُڑا کے باد مری مشت خاک کو پس مرگ
کرے حضور کے روضہ کے آس پاس نثار
ولے یہ رتبہ کہاں مشتِ خاکِ قاسم کا
کہ جائے کوچۂ اطہر میں تیرے بن کے غبار

یہ سب عشق کے ہی آثار ہیں۔

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندوی نور اللہ مرقدہ نے بیان فرمایا: کہ میں حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں دہلی نظام الدین گیا۔ وہاں سے ان کے ساتھ ہی میوات جانا ہوا۔ وہاں اجتماع تھا، عصر کا وقت تھا۔ شدید گرمی۔ مکانات پتھر کے، مسجد بھی پتھر کی، گرم ہی گرم، اور ایک مجمع کا مجمع مصافحہ کے لئے موجود۔

حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے مصافحہ کیا۔ مغرب کا وقت آیا، نماز پڑھی، میں نماز پڑھ کر نکلا کہ کسی دوسری مسجد میں چلا جاؤں، گرمی شدید ہے، بڑا مجمع ہے، ان کے سانس کی گرمی بھی مستقل، ڈھونڈتا بچتا بچاتا میں ایک دوسری مسجد میں پہنچ گیا، گرمی تو وہاں بھی تھی، لیکن بھیڑ (لوگوں کی کثرت) وہاں نہیں تھی، مسجد کے صحن میں بیٹھ گیا۔

مسجد کے اندر سے قرآن پاک کی تلاوت کی آواز آئی کہ کوئی اس گرمی میں بھی تلاوت کر رہا تھا۔ میں نے دیکھا تو وہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی تھے وہ بھی اس اجتماع سے نکلے تھے، میں بھی نکلا تھا، اس اجتماع سے، میں اس واسطے نکلا تھا کہ کچھ سکون کی جگہ مل جائے، وہ اس واسطے نکلے تھے کہ نماز پڑھنے کی سکون کی جگہ مل جائے۔

01 Khutbat-e-Mahmood J-1

مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا تو تکان نماز سے رفع ہو جاتا ہے۔ میوات میں لمبے لمبے سفر کئے، کہیں آرام کا موقع نہیں ملا، اور جہاں جا کر ٹھہرنا تھا وہاں اخیر شب میں جا کر ٹھہرے، باقی لوگ تو پڑ کر سو گئے، مولانا نے چپکے سے اٹھ کر نماز کی نیت باندھ لی، بس نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ عشق الٰہی کے اثرات بتلا رہا ہوں۔

مولانا احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

ایک شخص حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے، شاگرد اور محب بھی۔ بہت محبت کرنے والے عاشق۔ پتلے دبلے، چھوٹا سا قد، داڑھی سفید، بال سفید، ان کا نام مولانا احمد شاہ تھا۔ حسن پور مراد آباد کے رہنے والے تھے۔ مولانا احتشام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے فرمایا: بھائی فلاں جگہ جا رہا ہوں تم میرے ساتھ چلو۔ انہوں نے مجھے بلایا ہے، ایک مکان تعمیر کرنا چاہتے ہیں وہ لوگ، اس کی بنیاد رکھنے کے لئے مجھے بلایا ہے، تم میرے ساتھ چلو، تم نیک آدمی ہو تمہارے ہاتھ سے بنیاد رکھواؤں گا۔ مولانا نے کہا: بہت اچھا سفر شروع کرنے سے پہلے ہی میں طے کر رہا ہوں کہ تم امیر سفر ہو۔ انہوں نے کہا: اچھی بات۔ چلتے چلتے وہاں پہنچ گئے۔ مگر وہاں مولانا کی طبیعت خراب ہوگئی۔ دست آنے شروع ہو گئے، اور ہر وقت باوضو رہنے کے عادی تھے۔ کئی مرتبہ رات میں اٹھے، قضائے حاجت کی۔ پھر وضو کیا، مولانا احتشام الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن صاحب کو امیر سفر بنا کر لائے تھے ان سے انہوں نے کہا: کہ حضرت آپ نے مجھے امیر سفر بنایا ہے۔ آپ کا امیر سفر آپ سے یہ درخواست کرتا ہے کہ آج آپ تہجد کے لئے نہیں اٹھیں گے، طبیعت زیادہ خراب ہوگئی ہے، سن کر بالکل چپ ہو گئے، نہ اقرار کیا نہ انکار، جب صبح صادق میں ایک گھنٹہ سوا گھنٹہ رہ گیا تو ان کے پیر کا انگوٹھا پکڑ کر ہلایا (امیر صاحب کا) انہوں نے دیکھا کہ وہ زار و قطار رو رہے ہیں۔ آنکھوں سے آنسوؤں کا سلسلہ جاری ہے۔ کہا: حضرت کیا بات ہے؟ انہوں نے فرمایا: دیکھو

۵۷ برس ہو گئے جب میں نے حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی، اس وقت سے آج تک میرا تہجد کبھی ناغہ نہیں ہوا۔ تم امیر سفر ہو تم نے منع کر دیا۔ میں تم کو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ مجھ کو اجازت دے دو۔ کہ میں نماز تہجد ادا کرلوں۔ کہا: اجازت ہے، جس طرح آپ چاہیں کر لیجئے۔

پھر جب بنیاد رکھنے کا وقت آیا تو جا کر خود بنیاد رکھ آئے، مولانا کو پوچھا بھی نہیں۔ مولانا احتشام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا؛ آپ تو مجھ کو بنیاد رکھنے کے لئے لائے تھے اور بنیاد آپ خود رکھ آئے؟ فرمایا؛ ہاں، آپ کو لایا تو اسی لئے تھا، مگر میں نے دیکھا کہ بنیاد بہت گہری ہے، میں نے سوچا کہیں تم کو کچھ تکلیف نہ پہونچ جائے۔ تمہاری جان بڑی قیمتی ہے۔ مجھے تکلیف پہونچ جائے کچھ حرج نہیں، میں تو بیکار آدمی ہوں، اس لئے بنیاد میں خود رکھ آیا۔

ایک اپاہج کا بیت اللہ کے لئے سفر

ایک شخص بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا: کہ ایک آدمی گھسٹ کر چل رہا ہے، اپاہج ہے، اس سے پوچھا: تم کون ہو کہاں سے آئے ہو؟ کہاں جا رہے ہو؟ اس نے بتایا میں سمرقند سے آ رہا ہوں، مکہ شریف بیت اللہ شریف کی زیارت کرنے جا رہا ہوں، اس سے پوچھا: کب چلے تھے آپ؟ اس نے جواب دیا: دس سال ہو گئے، دس برس سے گھسٹ کے چل رہے ہیں۔

یہ حیرت میں رہ گئے اور اس کو دیکھنے لگے، اس نے پوچھا: کیا دیکھتے ہو؟ اس نے کہا: کہ میں حیرت میں پڑ گیا کہ راستہ کتنا طویل ہے اور تم کتنے معذور ہو؟ اس نے جواب دیا کیا دیکھتے ہو ایسے شخص کو جس کو اس کا محبوب اٹھائے لئے جا رہا ہے۔ اپنے قدموں سے تھوڑا ہی چل رہا ہوں، یہ ہیں عشق الٰہی کے آثار۔

....

01 Khutbat-e-Mahmood J-1

ان کا حال یہ ہے کہ بار بار حج کیلئے جاتے ہیں، پیسے پاس نہیں مگر جا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ انتظام فرما رہے ہیں، بیت اللہ کو دیکھ رہے ہیں، زیارت کر رہے ہیں، عجیب حالت ہے۔

مولانا محب الدین اور مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہما

وہاں (مکہ مکرمہ میں) حضرت مولانا محب الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے، جو حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے ہیں، اپنے خلوت خانہ میں رہتے تھے، بڑے صاحب کشف تھے، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے کہا تھا: کہ آپ میرے لئے دعا فرما دیں کہ مجھے مدینہ طیبہ کی مٹی قبول کرلے۔ میرا انتقال یہاں ہو۔

ایک مرتبہ انہوں نے حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا کہ آپ جلدی آجائیں، مولانا نے سمجھا کہ شاید ان کو کشف ہوا ہو، میرے انتقال کا وقت قریب ہو، جلدی سے پہنچ گئے، ان کے ساتھ مکہ مکرمہ میں ملاقات کی، تو آپ نے فرمایا؛ کہ کوئی کام ہے جو رکا ہوا ہے، وہ آپ سے لینا ہے جب تک وہ کام پورا نہیں ہو جائے گا آپ کا وقت نہیں آئے گا، آپ جائیے واپس، ہندوستان واپس آئے، بذل المجہود (کتاب کا نام ہے جو حدیث شریف کی مشہور کتاب ابوداؤد شریف کی عربی شرح ہے) کی تصنیف شروع کی، کئی سال اس میں لگے۔ پھر اس کے بعد مدینہ طیبہ میں وفات ہوئی، اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

مولانا احتشام صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے تھے کہ صبح کی نماز پڑھ کر میری ملاقات مولانا محب الدین رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی، انہوں نے پوچھا: کیا مولانا خلیل احمد صاحب آگئے ہیں، میں نے کہا: جی ہاں آگئے ہیں، کہا: ہاں آج بیت اللہ میں انوار عجیب عجیب ہیں، مولانا خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی تو فرمایا: کہ مولانا! جب آپ آتے ہیں تو مجھے

پہلے سے خبر ہو جایا کرتی تھی، کیا بات ہے کہ اس مرتبہ خبر نہیں ہوئی، انہوں (مولانا خلیل احمدؒ) نے جواب دیا: میرا اچانک آنا ہوا، پہلے سے انتظام نہیں تھا۔

حرم شریف میں بھی ان کا خلوت خانہ تھا ''دلائل الخیرات'' پڑھ رہے تھے کہ اچانک مولانا ظفر احمد صاحب سے کہا: (جو کہ پہلے سے وہاں بیٹھے ہوئے تھے) مولوی ظفر احمد! حرم میں کون آیا ہے؟ سارا حرم نور سے بھر گیا ہے۔

تھوڑی دیر کے بعد حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ طواف سے فارغ ہو کر سعی کے لئے جاتے ہوئے حضرت مولانا محب الدین صاحب کے پاس سے گذرے اور حضرت مولانا سے ملاقات فرمائی، حضرت مولانا نے فرمایا: میں بھی تو کہوں کہ آج حرم میں کون آ گیا کہ پورا حرم انوار سے بھر گیا۔

مولانا خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ تو ملاقات کر کے صفا و مروہ کی سعی کرنے کے لئے چلے گئے، تو مولوی محب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مولوی ظفر جانتے ہو ان کو یہ کون ہیں؟ مولانا ظفر احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہاں کیوں نہیں جانتا۔ میرے استاذ ہیں، شیخ ہیں۔ فرمایا: (مولوی محب الدین نے) تم نہیں جانتے، یہ ایسے شخص ہیں کہ جب یہ حرم شریف میں بیت اللہ کی طرف نظر جما کر بیٹھتے ہیں تو ان پر اتنے انوارات برستے ہیں کہ میں آفتاب کو دیکھ سکتا ہوں مگر ان کے چہرے کو نہیں دیکھ سکتا۔ اور مولوی خلیل احمد تو نور ہی نور ہیں۔ میں نے مولانا رشید احمد گنگوہی کو دیکھا نہیں، سنا ہے کہ وہ قطب الارشاد تھے، مگر مولانا خلیل احمد کو دیکھ کر یقین ہو گیا کہ واقعی وہ قطب الارشاد تھے، تب ہی تو ایسے ایسے کامل بنا گئے۔

یہ بار بار وہاں جانا وہاں کے حقوق کی رعایت رکھنا اسی عشق الٰہی کی سوزش کا اثر ہے۔

ایک مرتبہ کسی نے حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا: کہ آپ مستقل یہاں مکہ مکرمہ میں قیام کرنے کی نیت کر لیجئے۔ فرمایا: ہمارا حوصلہ نہیں یہاں قیام کا، یہ مولانا محمد حسن صاحبؒ جیسوں کا حوصلہ ہے۔

....

01 Khutbat-e-Mahmood J-1

مولانا محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

حضرت مولانا محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے، مکہ مکرمہ میں کئی برس رہے مدرسہ صولتیہ میں، اس حال میں کہ ان کو خبر نہیں تھی کہ یہ دیوار کس کے مکان کی ہے اور یہ دیوار کس کے مکان کی۔ حرم شریف میں چہرے پر نقاب ڈال کر آتے تھے۔

ایک مرتبہ مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے جبکہ مولانا کھانا کھا رہے تھے، مولانا نے ان کی بھی تواضع کی کہ کھانے میں شرکت فرماویں، گردن جھکا کر تھوڑی دیر انہوں نے سوچا، اس کے بعد آ کے بیٹھ گئے، اور کھانے میں شریک ہو گئے، مولانا نے پوچھا: کیا سوچا تھا؟ اور اس میں مراقبہ کی کیا ضرورت تھی؟ مولانا محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے دیر سے (بہت دنوں سے) کھانا نہیں کھایا تھا، اب سوچا یہ تھا کہ یہاں آنے میں اشرافِ نفس تو نہیں ہے، مولانا نے پوچھا: کب سے نہیں کھایا؟ فرمایا: انیس وقت سے یا اکیس وقت سے نہیں کھایا۔ پوچھا: کیوں؟ فرمایا: تھا ہی نہیں کچھ کیا کھاتے۔

تو حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ایسے لوگوں کا حوصلہ ہے یہاں رہنے کا، انیس یا اکیس وقت بغیر کھانا کھائے گذر جاتے ہیں، اور اپنے بے تکلف دوستوں کے یہاں جاتے ہیں، وہ دوست کسی ظاہر داری کے لئے کھانا کھانے کی تواضع نہیں کرتے بلکہ واقعی دل سے کھانا کھانے کے لئے کہتے ہیں، پھر بھی سوچتے ہیں اشراف تو نہیں تھا، یعنی یہ خیال تو نہیں تھا کہ وہاں چلنے پر کھانا ملے گا بلکہ قلب اس سے فارغ تھا، ایسے حضرات کا حوصلہ ہے یہاں رہنے کا، تو عشق الٰہی سینے میں ہو اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جان دینے کے لئے ہر وقت تیار رہے۔

اکابر دیوبند کی جہادِ شاملی میں شرکت

۱۸۵۷ء میں جہاد ہوا شاملی کا، اس میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ بھی شریک تھے، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بھی شریک تھے، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ بھی شریک تھے، حضرت حافظ ضامن رحمۃ اللہ علیہ بھی شریک تھے۔ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو امیر المؤمنین، حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو سپہ سالار اور حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو قاضی تجویز کیا گیا تھا۔

حافظ ضامن رحمۃ اللہ علیہ نے دیر سے ایک جوڑا نئے کپڑوں کا بنوا کر تیار کر کے رکھوایا تھا اور جہاد کی تیاری کر رہے تھے، عین جہاد کے وقت غسل کیا، اور نئے کپڑے پہنے، عمامہ باندھا، آنکھوں میں سرمہ لگایا، جوتا بھی نیا پہنا اور پھر تلوار لے کر انتہائی ذوق وشوق کے ساتھ میدان میں چلے وہیں شہید ہو گئے، چاہ ہی رہے تھے شہید ہونے کو۔

اسی جہاد شاملی میں شرکت کی وجہ سے انگریز کے غلبہ کے بعد حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وارنٹ جاری ہوئے اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ کی حفاظت شامل حال رہی۔ ہجرت فرما کر مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور وہاں جا کر خانقاہی نظام قائم فرمایا اور پوری زندگی وہیں خدمات انجام دیتے رہے، وہیں انتقال ہوا اور جنت المعلیٰ میں مدفون ہوئے۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے وارنٹ جاری ہوئے اور تین روز روپوش رہے۔ تین روز کے بعد باہر نکل آئے، اللہ تعالیٰ کی حفاظت شامل حال رہی کہ پولیس گرفتاری کے لئے تلاش میں رہی، مگر گرفتار نہ کرسکی، یہاں تک کہ گورنمنٹ برطانیہ کی طرف سے عام معافی کا اعلان ہو گیا۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے جب وہ تین روز کے بعد باہر نکل

آ سئے، رو پوش رہنے کے لئے کہا گیا کہ پولیس آپ کی تلاش میں ہے، رو پوش ہی رہئے۔ فرمایا؛ کہ حضرت نبی اکرم ﷺ سے غار ثور میں تین روز کی رو پوشی ہی ثابت ہے، اس سے زائد نہیں، یہ تھا عشق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف وارنٹ جاری ہوا، جس کی وجہ سے گرفتار ہوئے اور چھ ماہ مظفر نگر جیل میں رہے، پھر جرم ثابت نہ ہونے پر جیل سے رہا کئے گئے۔

حضرت مولانا محمد مظہر نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ (جن کے نام کی طرف نسبت کرتے ہوئے مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کا نام مظاہر علوم رکھا گیا، حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے، اور حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے حالانکہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے عمر میں بڑے تھے) بھی جہادِ شاملی میں شریک تھے۔ ان کی عادت تھی کہ اپنے نیچے کے ہونٹ کو چاٹتے رہتے تھے، کسی بے تکلف کے دریافت کرنے پر فرمایا؛ کہ جہادِ شاملی میں گولی لگنے کی وجہ سے بیہوشی کی حالت میں مردہ سمجھ کر شہید ہونے والوں میں مجھ کو ڈالدیا، نیم بیہوشی کی حالت میں میں نے دیکھا؛ کہ حوریں پیالوں میں شربت لئے ہوئے حاضر ہوئیں، اور شہیدوں کو پلانے لگیں، ان میں سے ایک نے میرے منہ سے بھی پیالہ لگایا ہی تھا کہ اتنے میں دوسری نے ہاتھ مار کر ہٹادیا کہ یہ ان میں سے نہیں ہے۔ اس نے جو پیالا منہ سے لگایا تھا، نچلے ہونٹ کو ذرا سا لگا تھا، اس کا ذائقہ آج تک نہیں گیا، اس کو چاٹتا رہتا ہوں۔

رسومِ شرکیہ سے بچتے ہوئے توحید خالص پر اعتماد ہو

اس طرح کہ کسی بت کے سامنے سر جھکانے کو تیار نہیں، کسی درخت کے سامنے سر جھکانے کو تیار نہیں۔ کسی مکان کے سامنے سر جھکانے کو تیار نہیں، یہ صرف اللہ تعالیٰ کو سمجھتے ہیں، جو کچھ مانگتے ہیں صرف اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں، تلاش کرتے ہیں تو اللہ کی مدد طلب

کرتے ہیں، بالکل توحید خالص، معالج سمجھا تو اس کو معالج سمجھا، قادر سمجھا تو اسی کو، محی سمجھا تو اسی کو، ممیت سمجھا تو اس کو، نافع سمجھا تو اس کو، ضار سمجھا تو اس کو، غیر کے نفع اور ضرر کا خیال دل سے نکل گیا، آپ نے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے خط میں پڑھا ہوگا کہ "نافع" اور "ضار" اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں سمجھتا۔ قلب سے یہ خیال نکل گیا کہ کوئی نفع بھی پہنچا سکتا ہے یا کوئی ضرر بھی پہنچا سکتا ہے۔ رسوم شرکیہ تو دوسری بات ہے بدعات سے بھی مکمل احتراز کیا حتی کہ بدعات کے قریب بھی نہیں گئے۔

حضرت گنگوہی اور حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہما کا واقعہ

گنگوہ میں عرس ہوتا تھا، حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا اسی خانقاہ میں جس میں حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ رہتے تھے، لیکن عرس کے تین دن خانقاہ خالی کر دیتے تھے، طالب علموں کو اور ذاکرین کو سب کو رخصت کر دیتے تھے، تین روز کے لئے جاؤ بھئی! اور خود بھی گنگوہ سے باہر تشریف لے جاتے تھے۔ عرس ختم ہو جاتا تھا واپس آ جاتے تھے۔

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا معمول جمعرات کو چھٹا گھنٹہ پڑھانے کے بعد دیوبند سے گنگوہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جانے کا تھا، ایک مرتبہ ان کے دوست نے جو زمانۂ طالب علمی سے دوست تھے اور بعد میں سرکاری ملازمت اختیار کر لی تھی پوچھا: کہ او محمود بتا تو دے گنگوہ میں کیا رکھا ہے؟ جو تو ہر جمعرات کو دوڑا دوڑا جاتا ہے؟ آپ نے جواب دیا: کہ ظالم تو نے پی ہی نہیں اب کے تو بھی چل۔ وہ ساتھ جانے پر تیار ہو گیا۔ چنانچہ ساتھ لے گئے، اتفاق سے ان دنوں میں شاہ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر عرس ہو رہا تھا، حضرت امام ربانی کا معمول عرس کے ایام میں ابتداءً تو یہ تھا کہ ان دنوں میں گنگوہ چھوڑ دیتے تھے، خانقاہ خالی کر دیا کرتے تھے، اور جب معذور ہو گئے تو سفر تو ترک فرما دیا، ہاں خانقاہ میں نہیں آتے تھے۔ البتہ نماز کے لئے پانچوں وقت تشریف لاتے تھے، بلکہ نماز

خود ہی پڑھایا کرتے تھے، اتنا لحاظ عرس والے بھی کرتے کہ اذان کے وقت سے جماعت ختم ہو جانے اور سنتیں وغیرہ پڑھنے تک قوالی بند کر دیا کرتے تھے۔ اور ان ایام میں حضرت کے یہاں مہمانوں کی آمد و رفت بالکل بند رہتی تھی۔ کسی سے مصافحہ تک نہیں کرتے تھے۔ غرض شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اس زمانہ میں گنگوہ پہنچے اور حضرت کے مکان پر حاضر ہوئے، حضرت نے دیکھتے ہی ڈانٹنا شروع کر دیا اور فرمایا: کہ ابھی واپس جاؤ۔ آپ (شیخ الہندؒ) کے ایک اور دوست تھے شاہ مظہر حسین صاحب گنگوہی (مولانا فخر الحسن صاحب گنگوہی محشی ابو داؤد کے بھائی) انہوں نے عرض کیا: کہ حضرت یہ عرس میں شرکت کرنے کے لئے نہیں آئے، آپ کے پاس آئے ہیں، حضرت نے ارشاد فرمایا؛ کہ یہ میں بھی جانتا ہوں عرس میں شرکت کرنے کے لئے نہیں آئے، اتنا بھولا میں بھی نہیں ہوں، میرے پاس آئے ہیں، مگر آئے تو ہیں اس مجمع میں کو ہو کر، جہاں عرس ہو رہا ہے، ان کے ذریعہ اس مجمع کی رونق تو بڑھی، حالانکہ حدیث شریف میں آیا ہے؛

"مَنْ كَثَّرَ سَوَادَ قَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ"

[جس نے کسی قوم کے افراد میں اضافہ کیا وہ انہیں میں سے ہے]

وارد ہوا ہے۔ قیامت کو اپنی برأت کرتے رہیں، اس کے بعد شاہ مظہر حسین صاحب ان کو اپنے مکان پر لے گئے اور کہا: روٹی تو کھالو، اس پر حضرت شیخ الہندؒ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا: کہ حضرت تو فرمادیں ابھی چلا جا، میں کس منہ سے کھاؤں؟ چنانچہ اسی وقت گنگوہ سے واپس ہو گئے۔ پھر دوسرے وقت عرس ختم ہونے کے بعد حاضر ہوئے۔

اکابر دیوبند کے حسن خاتمہ کے چند واقعات

اس عشق الٰہی کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کس انداز سے اپنے یہاں بلاتے ہیں:

(۱)......حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے مولانا سعید گنگوہی تھے، دار العلوم

دیوبند میں مدرس تھے، کئی روز سے بیمار تھے، ایک روز پوچھا: کیا عصر کی اذان ہوگئی؟ عرض کیا گیا: کہ اذان ہوگئی۔ فرمایا: مجھے وضو کراؤ۔ عرض کیا گیا: کہ آپ وضو کرنے کے قابل نہیں۔ نہیں کر سکتے۔ فرمایا: اچھا تو تیمم کراؤ، چنانچہ تیمم کرا دیا گیا۔ فرمایا: لنگی بدلو۔ لنگی بدل دی گئی، فرمایا: مجھے بٹھاؤ۔ اٹھا کر بٹھا دیا گیا تو انہوں نے نماز کی نیت باندھ لی اسی حال میں انتقال ہوگیا۔

(۲)...... دہلی میں حضرت مولانا انعام الحسن رحمۃ اللہ علیہ جماعت تبلیغ کے امیر، ان کے والد سہارنپور میں رہتے تھے، ایک دن دوپہر کو سو کر اٹھے، ظہر کے وقت وضو کیا، ان کا معمول تھا کہ ہمیشہ امام کے پیچھے بالکل سیدھ میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے، صف میں آئے اور آکر سنت کی نیت باندھ لی، رکوع کیا، سجدے میں گئے، سجدے سے سر اٹھایا اور دوسرے سجدے کے لئے ارادہ کر رہے تھے کہ بے اختیار سر رکھا گیا زمین پر وہیں انتقال ہوگیا۔ گویا دو سجدوں کے درمیان روح قبض ہوگئی۔

(۳)...... شیخ رشید احمد صاحب دارالعلوم کی شوریٰ کے رکن تھے، ایک مخصوص ڈاکٹر کو کہا: کہ میرا علاج بس آپ کریں گے، امید ہے کہ آپ مجھے مشکوک شبہ والی دوا نہیں دیں گے، اخیر شب میں ان کو دورہ پڑا، ڈاکٹر کو بلایا گیا، ڈاکٹر نے معائنہ کرنا چاہا، انہوں نے کہا: کہ ذرا ٹھہر جائیے میں تہجد کی نفلیں پڑھ لوں، اس کے بعد معائنہ کرنا۔ لیٹے ہوئے تھے، اٹھ نہیں سکتے تھے، وضو نہیں کر سکتے تھے، لیٹے لیٹے انہوں نے تیمم کیا، نماز شروع کر دی اور نماز ہی میں ان کا انتقال ہوگیا۔

(۴)...... حضرت شیخ الہندؒ کے شاگرد مولوی حکیم رحیم اللہ صاحب تھے، جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں آئے، نماز پڑھی، سلام دائیں طرف پھیرا، بائیں طرف سلام پھیرا وہیں انتقال ہوگیا۔

....

(۵)......حکیم جمیل الدین صاحب بھی دارالعلوم دیوبند کے شوریٰ کے رکن تھے اور حکیم اجمل خاں کے استاذ تھے، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے، تہجد کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کر رہے تھے، اسی حال میں ان کا انتقال ہوگیا۔

(۶)......دیوبند میں قاری محمود صاحب تھے، قرأت کے استاذ، ان کا معمول تھا کہ تہجد پڑھتے تھے اور جب صبح صادق ہوجاتی اس وقت اپنی بیوی کو جگاتے تھے، ایک روز بیوی کو نہیں جگایا، صبح صادق ہوگئی، خوب روشنی پھیل گئی، بیوی کی آنکھ کھلی، گھبرا کر اٹھی کہ کیا معاملہ ہے؟ آج جگایا نہیں، کہیں مدرسہ چلے گئے کیا؟ چل کر دیکھا ان کے کمرے میں مصلے پر سجدے میں ہیں، جب بہت دیر ہوگئی اور انہوں نے سجدے سے سر نہیں اٹھایا تو پاس آکر قریب آکر پوچھا: کہ کیا آنکھ لگ گئی، وہاں سے کوئی جواب نہیں ملا، ان کا تو اسی سجدے کی حالت میں انتقال ہوچکا تھا اور اسی ہیئت پر رہے تب ان کو اٹھایا گیا۔

(۷)......شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی نوراللہ مرقدہ کی صاحبزادی صاحبہ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب امیر تبلیغ قدس سرہ کی اہلیہ محترمہ نماز تہجد ادا کرتے ہوئے ایک سجدہ سے سر اٹھایا دوسرے سجدہ میں سر خود بخود رکھا گیا، یعنی دو سجدوں کے درمیان انتقال فرمایا۔

ان حضرات کا حال تو یہ ہے کہ عبادات پر ان کا خاتمہ ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ عبادت کی حالت میں سجدے کی حالت میں ان کو اپنے پاس بلا رہا ہے۔

حضورِ اکرم ﷺ کی محبت ہر مخلوق کی محبت پر غالب ہو

حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا: کہ اللہ تعالیٰ آپ سے دریافت کریں اور کہیں کہ مانگو کیا مانگتے ہو تو آپ کیا مانگیں گے؟

حضرت نے فرمایا: کچھ نہیں صرف یہ درخواست کروں گا کہ تیرے نبی ﷺ کی محبت جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تھی اس کا کوئی حصہ مجھے مل جائے، بس یہ طلب کروں گا۔

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے چند واقعات

ایک صاحب حضرت نبی کریم ﷺ کی بکثرت زیارت کیا کرتے تھے، ایک مرتبہ انہوں نے حضور اقدس ﷺ سے دریافت کیا: حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کیسے آدمی ہیں؟ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: وہ ایسے آدمی ہیں کہ ایک طرف ان کے مولانا خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ ہونگے، ایک طرف مولانا یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ ہونگے۔ ایک جماعت علماء کے ان کی پیچھے ہوگی، ایک جم غفیر مسلمانوں کا ان کے ساتھ ہوگا۔ ان سب کو لے کر جنت میں داخل ہوں گے۔

ایک صاحب گنگوہ میں حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں بہت روتے تھے ویسے بھی کثرت سے روتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے دریافت فرمایا: کہ اتنا کیوں روتے ہو؟ پریشان کیوں ہو؟ اس نے عرض کیا: کہ حضرت! دوزخ سے ڈر لگتا ہے، وہ آگ کیسے برداشت ہوگی؟ فرمایا: نہیں نہیں! گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ مجھ سے وعدہ کیا گیا ہے کہ تیرے آدمیوں کو دوزخ میں نہیں بھیجا جائے گا۔

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور درجۂ احسان

ارواحِ ثلاثہ کے راوی امیر شاہ خاں صاحب نے ایک مرتبہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا: کہ وہاں حجاز میں ایک مرتبہ مسجد میں بیٹھا تھا، وہاں ایک بزرگ تھے، ان کے پاس کچھ لوگ تھے، ایک شخص آیا، انہوں نے اس کو فرمایا: میاں تمہارے سینے میں ایک صورت ہے، انہوں نے شرم کے مارے آنکھیں نیچی کرلیں، بزرگ نے سارا حلیہ بتادیا کہ

01 Khutbat-e-Mahmood J-1

ایسی ناک ہے ایسی آنکھ ہے، ایسی پیشانی ہے، سارا حلیہ بتا دیا، اس نے کہا: کہ جی مجھے جوانی میں ایک عورت سے عشق ہوگیا تھا، جس کی وجہ سے بہت پریشان تھا، اب بھی آنکھیں بند کرکے تصور کرلیتا ہوں تو کچھ سکون مل جاتا ہے۔

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر کچھ نہیں فرمایا، پھر حاضر ہوئے، امیر شاہ خان صاحب نے کچھ روز کے بعد اس قصے کو پھر سنایا، حضرت نے کچھ نہیں فرمایا، پھر حاضر ہوئے کچھ روز بعد امیر شاہ خاں صاحب اور یہی قصہ سنایا، تو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میاں امیر شاہ خاں صاحب تمہارا حافظہ کچھ کمزور ہوگیا ہے کیا؟ انہوں نے عرض کیا: کیوں حضرت؟ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا: اس قصے کو تم کئی مرتبہ سنا چکے ہو۔ امیر شاہ خاں صاحب نے عرض کیا: حضرت بالکل ایسی بات نہیں۔ میرا حافظہ کمزور نہیں ہوا، پہلی مرتبہ سنایا تھا تو فلاں دن فلاں تاریخ تھی اور مجلس میں فلاں فلاں شخص موجود تھے، وہ وہاں بیٹھا تھا اور یہ یہاں بیٹھا تھا، دوسری مرتبہ فلاں تاریخ تھی، فلاں دن تھا، فلاں فلاں آدمی مجلس میں تھے، بار بار عرض کرنے سے میرا مقصود یہ ہے کہ اس سلسلہ میں آپ سے کچھ سننا چاہتا ہوں۔

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ کچھ بڑی بات نہیں، اس بیچارے کو تصور کرنے کے لئے آنکھیں بند کرنے کی ضرورت پیش آئی تھی، اور میرا اتنے سال تک حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ یہ تعلق رہا کہ معمولی نشست و برخاست بھی بغیر ان کی اجازت کے نہیں ہوئی، درانحالیکہ وہ مکہ مکرمہ میں تھے۔ اور میں یہاں گنگوہ میں تھا، اور پھر اس کے بعد اتنے سال تک حضرت نبی کریم ﷺ کے ساتھ یہی تعلق رہا کہ معمولی نقل و حرکت، نشست و برخاست بھی بغیر ان کے مشورہ کے نہیں ہوئی۔ پھر خاموش ہوگئے، پھر فرمایا: کہ آگے بھی کہدوں، پھر خاموش ہوگئے، بتایا نہیں کہ آگے کیا؟ پھر دوسرے وقت کسی نے پوچھا: اس کے آگے کیا؟ تو حضرت نے فرمایا: کہ ’’پھر درجۂ احسان رہا۔‘‘

....

01 Khutbat-e-Mahmood J-1

ہمارے مہربانوں نے جہاں اعتراضات کی بوچھاڑ کی ان میں اس قصے کو بھی نقل کیا اور کہا: "یہ جو کہتے ہیں کہ آگے بھی کہدوں، آگے یہ کہدیں گے کہ اللہ میاں کا چہرہ بھی نظر آیا مجھے، یہ حال ہے ان دیوبندیوں کا تعجب ہے کہیں اپنی زبان سے اور اعتراض کریں دیوبندیوں پر۔

نماز میں غیر کا تصور

سائل: اس تصور میں جو صورت قلب میں آتی ہے تو؟ اور اگر بالارادہ جمالیا تو نماز کا کیا ہوگا؟

حضرت مفتی صاحب: اگر صورت کو قلب میں اس طرح جمالیا کہ کسی دوسری چیز کی گنجائش نہ رہی، حتی کہ توحید سے بھی قطع نظر ہوا، جب نماز پڑھے گا کہے گا "ایاک نعبد و ایاک نستعین" تو کس کو پکارے گا؟ پس اس کو شرک کہا گیا ورنہ محض خیال آنے سے تصور آنے سے نماز میں کوئی خرابی نہیں آتی، بلکہ جب درود پڑھے گا تو تصور تو ضرور آئے گا ٹھیک ہے۔

سائل: اس استغفار کی (جو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کرتے تھے) کیا کیفیت ہوتی تھی؟

حضرت: یہ تو بھائی وہ آدمی بتلائے گا جو اس لائن کا ہوگا۔

حضرت حافظ محمد احمد صاحب اور حضرت حاجی صاحب کو حضرت نبی کریم ﷺ کی خواب میں زیارت

سائل: جن مسائل میں اختلاف تھا کیا ان کو بھی پوچھا؟

حضرت: جی ہاں جن مسائل میں اختلاف تھا میلاد، قیام، نیاز، فاتحہ وغیرہ ان کو بھی۔ دیوبند کے مہتمم مولانا حافظ محمد احمد صاحب (مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد) نے خواب میں دیکھا: کہ مکہ معظمہ میں حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہیں، حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے ہیں کہ بھئی جب فقہاء کی

01 Khutbat-e-Mahmood J-1

کتابوں میں گنجائش معلوم ہوتی ہے تو تم لوگ اتنا تشدد کیوں کرتے ہو میلاد، قیام، نیاز کے بارے میں۔ انہوں نے کہا: حضرت گنجائش نہیں ہے۔ اگر گنجائش ہوتی تو ہم تشدد نہ کرتے۔ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بھئی ہے گنجائش۔ انہوں نے عرض کیا: کہ حضرت گنجائش نہیں ہے۔

حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ اچھا اگر ہم نے حضور اقدس ﷺ سے کہلوا دیا تو؟ مولانا حافظ محمد احمد صاحب نے عرض کیا: پھر ہمیں کیا ضرورت ہے انکار کرنے کی۔ ہم تو حضور اکرم ﷺ کے حکم کی وجہ سے ہی کہہ رہے ہیں جو کچھ کہہ رہے ہیں۔ اتنے میں حضور اقدس ﷺ تشریف لائے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: بھئی یہ لڑکا (حافظ محمد احمد) ٹھیک کہتا ہے۔ یہ حاجی صاحب سے کہا۔ حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بجا و درست۔ سیدھے کھڑے ہوئے اور جھکتے جھکتے زمین تک پہنچ گئے، پھر سر اٹھایا، سات مرتبہ اسی طرح سے کیا: بجا و درست بجا و درست۔ جیسے کسی زمانہ میں بادشاہوں کے سامنے مجرئ بجالانے کا دستور تھا۔ اسی طریقہ پر کیا، اور حضور اقدس ﷺ کو دیکھتے ہی یہ مولانا احمد صاحب ایک گوشے میں کھڑے ہو گئے، ہاتھ باندھ کر ادب کی وجہ سے، حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فارغ ہو گئے تو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: اجازت ہے۔ اب ہم جائیں۔ حاجی صاحب نے کہا: جیسی رائے ہو حضرت کی۔ تو واپس ہوئے، مولانا حافظ محمد احمد صاحب کے قریب ہی کو واپسی ہوئی۔ انہوں نے ذرا ہمت کی، کہا: حضرت ہم نے جو حدیثوں میں پڑھا ہے حضور اکرم ﷺ کا حلیہ وہ تو دوسرا ہے۔ یہ جو اس وقت حلیہ ہے آنحضرت ﷺ کا یہ تو مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، یہ کیا بات ہے؟ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ ہمارا اصل حلیہ تو وہی ہے جو تم نے حدیثوں میں پڑھا ہے۔ اور چونکہ تم کو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

سے زیادہ محبت وعقیدت ہے اس لئے ہم ان کی صورت میں آئے ہیں۔ پھر ہندوستان سے اس خواب کو لکھ کر حافظ صاحب نے حضرت حاجی صاحب کے پاس مکہ مکرمہ (ان کا وہیں پر قیام تھا) بھیجا۔ حضرت حاجی صاحب بہت مسرور ہوئے اور فرمایا: کہ اس خواب کو لکھ کر میری قبر میں ایک طاق بنا کر رکھ دینا۔

آنحضرت ﷺ کی زیارت کی کیفیت

ضمنی سوال: حضرت زیارت کی کیفیت کیا ہوتی ہے؟

جواب: ایک طالب علم نے ایک مرتبہ جو دورہ شروع کیا تھا، آ کر مجھ سے کہا: کہ میرا جی چاہتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی زیارت کروں، میں نے کہا: ٹھہر جاؤ ذرا، جلدی مت کرو۔ کہا: نہیں کہ میرا جی چاہتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی زیارت کروں۔ اس کو کچھ پڑھنے کے لئے بتا دیا اور وہ چلا گیا، پھر وہ ایک دو روز کے بعد آیا، نہایت پریشان حال، آنکھوں سے آنسو جاری اور بدن کانپ رہا تھا فجر کی نماز میں میرے قریب کھڑا ہوا، اس کے بعد میرے پاس آیا، بتلایا کہ میں نے زیارت کی، بس زیارت کیا کی ایک پرچہ دیکھا جس پر لکھا ہے حضور اقدس ﷺ کا نام مبارک۔ کہا: کہ وہاں جو حضور اقدس ﷺ کا نام آیا بالکل مجھے ایسا معلوم ہوا کہ ابھی میری روح نکل جائے گی، زیارت نہیں کی، نامِ مبارک کی زیارت کی، بس میں نے کہا: کہ بیوقوف پہلے بتا دیا تھا ٹھہر جاؤ، ذرا نہیں مانا، خیر کچھ روز کے بعد آہستہ آہستہ پھر اس کو زیارت ہونا شروع ہو گئی تھی۔

حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی کیفیت

حضرت شیخ الحدیث ﷺ نے آنکھ کا آپریشن کرایا علی گڑھ میں۔ میں گیا

عیادت کیلئے، میں نے پوچھا: کیا حال ہے؟ کہا: کہ نیند نہیں آتی، ایک شعر پڑھا:

نیند بھی فرقت میں کھا بیٹھی ہے آنے کی قسم

خواب میں بھی دیکھنے کا آسرا جاتا رہا

غرض جو لوگ اس لائن کے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر اپنا کرم فرماتے ہیں ان کو بکثرت زیارت ہوتی ہے، روزانہ زیارت ہوتی ہے، صاحب حضوری ہیں آج کل بھی موجود ہیں وہ ہمیں بھی بتا دیتے ہیں، کوئی وجہ نہیں کہ ہم ان کی بات کو غلط کہہ دیں۔

سائل: اب یہ بھی بتا دیں کہ وہ استفسار کی کیفیت منامی ہوتی تھی یا بیداری میں؟

حضرت مفتی صاحب: مجھے کیا معلوم، میں کیا جانوں اس کو۔

سائل: گفتمش تند مرو سوئے غریباں بنگر......☆......تند گردید بمن کردنگا ہے عجبے

حضرت مفتی صاحب: ؎

تو بناز ے عجبے من بہ نیاز ے عجبے......☆......بہر قتلم چوں کشد تیغ نہم سر بسجود

چشم بد دور کہ ہستم بہ نیاز ے عجبے

سائل: حضرت! یہ جو آپ اپنا دامن بچا لیتے ہیں یہ ٹھیک نہیں یہ تو ایسا ہی ہے کہ:

تو با تاراجِ دلم مائل من مائل باو

تو بہ فکرے عجبے من بہ خیالے عجبے

حضرت: خیالے عجبے ٹھیک ہے، آپ خیالات کی دنیا میں آباد ہیں، میں وہاں سے نکلنا چاہتا ہوں، واقعات کی دنیا میں آنا چاہتا ہوں۔

حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے زیارت نبوی ﷺ کے واقعات

حضرت شیخ مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ارادہ تھا مدینہ طیبہ جانے کا ہندوستان سے، ایک صاحب نے ان کے جانے سے پہلے خواب دیکھا، وہاں مسجد نبوی

میں حضور اقدس ﷺ انتظار فرما رہے ہیں شیخ کا، اور ایک مجمع ہے، اس مجمع میں سے کوئی ایسا نہیں جو پہلے سے دیکھا ہوا ہو، کون لوگ ہیں یہ معلوم نہیں، سامان جانا شروع ہوا حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا، تو حضور اقدس ﷺ فرما رہے ہیں اس کو ادھر رکھو اس کو ادھر رکھو، پھر حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ گئے معانقہ فرمایا اور فرمایا: اوہو مولوی زکریا بہت ضعیف ہو گئے، فرمایا: اچھا فلاں دوا لاؤ، وہ دوا اپنے دست مبارک سے کھلا دی، دوا کا نام یاد نہیں، اب وہاں سے خط آتا ہے ہندوستان تعبیر کے واسطے، قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند کہ دوا کا نام یاد نہیں اب کیا کریں۔

میں نے کہا: کوئی ضرورت نہیں دوا کا نام یاد رکھنے کی، یہ نہیں ارشاد فرمایا: کہ فلاں دوا ان کو کھلاؤ یا یہ کہ فلاں دوا کھاؤ، بلکہ منگا کر خود کھلا دی، نام یاد نہیں نہ سہی، کیا حرج ہے، یہ تاکید تو نہیں فرمائی کہ فلاں دوا کھلاؤ، اگر ذمہ داری سر ڈالی جاتی کہ فلاں دوا کھاؤ تب تو نام یاد رکھنے کی ضرورت تھی وہ تو کھلا دی ضعف کی دعا، وہاں کی حاضری، سینے سے لگانا بس، ادھر شیخ کا یہ حال، تقاضا بہت کہ روضۂ اقدس پر حاضری دیں، مگر حج کا زمانہ قریب ہر جگہ جماعتیں ہو رہی تھیں، جس جگہ پر قیام تھا، مدرسہ شرعیہ وہاں تک جماعتیں ہوتی تھیں، ادھر طبیعت پر تقاضا حاضری کا (روضۂ اقدس پر) فرمایا: اچھا مجھے چھت پر لے چلو، تو اوپر کی منزل پر لے جا کر وہاں سے روضۂ اقدس کا گنبد خضریٰ نظر آ رہا تھا، وہاں سے صلوۃ وسلام پڑھا۔ جس سے اطمینان ہوا۔

ایک صاحب نے خواب میں دیکھا: کہ حضور اقدس ﷺ تشریف فرما ہیں اور پاس میں مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور ذرا ہٹ کر شیخ (مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ) بیٹھے ہیں، حضرت مولانا رشید احمد رحمۃ اللہ علیہ عرض کر رہے ہیں حضور اکرم ﷺ سے کہ حضور (ﷺ)! ان میاں زکریا کو آپ کی خدمت میں حاضری کا بڑا شوق ہے، لیکن میں چاہتا تھا کہ کچھ اور کام لیا جاتا ان سے۔

....

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ہاں شوق تو ان کو بہت ہے، میں بھی چاہتا تھا کہ کچھ اور کام لے لیا جاتا، ان کی طبیعت میں جو تقاضا تھا کہ کسی طرح سے جلدی موت آ جائے، جلدی موت آ جائے، پہنچ جاؤں جلدی حضرت کی خدمت میں، اب وہ تقاضا ختم ہو گیا، یہی سوچتے تھے کہ میں کس کام کا دنیا میں کیا کام کر سکتا ہوں، بے کار پڑا ہوں، تو بس اس وقت سے اطمینان ہو گیا کہ کام لینے والے تو وہ ہیں، مجھے تھوڑا ہی کہا تم کام کرو، کام لیں گے وہ لیں گے میرے ذمہ تھوڑا ہی ہے۔

ایک صاحب نے دیکھا: کہ حضور اقدس ﷺ تشریف فرما ہیں، پاس ایک صندوق رکھا ہے، اس میں عمدہ کپڑے رکھے ہوئے ہیں، اس میں جبہ بھی ہے، عمامہ بھی ہے حضور اقدس ﷺ فرمار ہے ہیں میں نے یہ زکریا کے لئے رکھ رکھا ہے۔

ایک صاحب نے دیکھا: کہ روضۂ اقدس کی جالی سے ایک تھالی نکلی پانوں کی اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مولوی زکریا کے مہمانوں کے لئے پان ہیں، اس نے آ کر بیان کیا: وہاں جتنے پان رکھے تھے حضرت شیخ کے پاس، سب منگوا کر مہمانوں کو تقسیم کر دیئے، کھلوا دیئے کہ بھئی وہاں کے ہیں یہ جبھی ایک صاحب ہندوستان سے پہنچے پان لے کر بہت سارے پہنچا دیئے انہوں نے۔

آفتاب نبوت کے سامنے چراغ کا اضمحلال

جب میں رخصت ہونے لگا مدینہ طیبہ سے، شیخ سے ملاقات کی، شیخ نے فرمایا: کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں وداعی سلام کے لئے روضۂ اقدس پر حاضر ہوا اور میرا انتقال ہو گیا۔ روح نکل گئی، میں نے اپنے ان دوستوں سے لڑکوں سے نہیں کہا ہے یہ خواب کہ ابھی سے رونا شروع کر دیں گے۔

میں نے عرض کیا: کہ حضرت یہ وہ انتقال تھوڑا ہی ہے، یہ تو آفتابِ نبوت کے

سامنے چراغ کا اضمحلال ہے اور بس۔

حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کا فنافی الرسول ہونا

حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے لندن۔لندن سے واپسی پر فرمانے لگے مجھ سے مفتی جی کیا فائدہ ہوا وہاں جا کر، تم بتاؤ، میں نے کہا بتاؤں، میں نے ذرا قوت سے کہا بجائے ادب کے دوبارہ میں نے کہا: کہ بتاؤں، کہا: کہ ہاں پوچھ تو رہا ہوں، میں نے کہا: مجھ سے کیوں پوچھتے ہو، پوچھئے ان سے جنہوں نے آپ کو بھیجا ہے کیا فائدہ ہوا، بس حضرت کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، فرمایا: ہاں بھئی بات تو یہی ہے، کئی مرتبہ حضرت نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ بھی فرمایا کہ جاؤ میں تمہارے ساتھ ہوں، خیر پھر شیخ نے یہ کہا: کہ بھائی کلکتہ والے بہت عرصہ سے بلا رہے ہیں، میں اپنی بیماری اور کمزوری کا عذر کر دیتا ہوں، وہ کہتے ہیں کہ مکہ مدینہ بھی تو جاتے ہیں، میں نے کہا: کہ بھئی تم مکہ مدینہ پر کیا قیاس کرتے ہو اپنے کلکتہ کو، لیکن اب تو لندن بھی ہو آئے، اب کیا جواب دوں گا، تو پھر میں نے عرض کیا: کہ اس کا جواب میں نے دیا ہے، فرمایا: کیا؟ میں نے کہا:

ضعف پیری کثرتِ امراض کردش مضمحل — لیک بہر محنت دیں ہمتے دارد جواں
مکہ طیبہ پاک افریقہ رسیدہ فیض او — ساخت مرکز زامبیا رنگوں لندن انڈماں
کرد اوقاتِ عزیزش بر اشارت منقسم — گاہ او در طیبہ آید گاہ در ہندوستاں
بے اجازت نقل و حرکت وصل و ہجرت ہیچ نیست — شد فنا قصدش بقصد سید پیغمبراں
خانقاہ و مدرسہ قائم نمودہ جا بجا
تربیت کردہ فرسد کارواں در کارواں

ترجمہ اشعار: ضعف پیری، کثرتِ امراض نے ان کو مضمحل بنا دیا لیکن دین

01 Khutbat-e-Mahmood J-1

کی محنت کے لئے ہمت جوان رکھتے ہیں، مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ (زادہما اللہ شرفا وکرامۃ) پاکستان، افریقہ ان کا فیض پہنچ چکا ہے، زامبیا، رنگون، لندن، انڈمان میں مرکز قائم فرماتے ہیں، آنحضرت ﷺ کے اشارہ کے مطابق اپنے اوقات عزیز کو تقسیم فرمایا ہے۔ کبھی مدینہ طیبہ تشریف لے جاتے ہیں کبھی ہندوستان، بے اجازت نقل وحرکت وصل وہجرت کچھ نہیں، ان کا مقصد سید پیغمبرانؑ کے مقصد میں فنا ہو چکا ہے، جا بجا خانقاہ ومدرسے قائم فرماتے ہیں (علماء ومشائخ کی) تربیت فرما کر قافلے کے قافلے (ان مدارس وخانقاہوں میں) بھیجتے ہیں۔

اس پر شیخ نے فرمایا: بات تو یہی ہے، کبھی میں نہ بغیر اجازت آیا اور نہ بغیر اجازت گیا، مدینہ طیبہ پہنچا تو اجازت سے، وہاں سے یہاں آیا تو اجازت سے۔

لندن میں تین قبریں دیکھیں اوران کی تعبیر

ایک صاحب نے خواب میں دیکھا کہ تین قبریں ہیں، وہیں لندن میں، ایک حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اور ایک حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی اور ایک حضرت مولانا سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کی۔ اور تینوں قبروں میں سے مکھیاں نکل رہی ہیں شہد کی نکل کر وہ اڑ کر جارہی ہیں۔ میں نے کہا: ٹھیک ہے یہ فیض ہے جو نکل کر جارہا ہے، تینوں بزرگوں کا۔

چار انبیاء علیہم السلام کے خیمے اوراس کی تعبیر

ایک صاحب نے خواب میں دیکھا: کہ چار خیمے ہیں، ایک خیمے میں حضور اکرم ﷺ ہیں، ایک میں حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں ایک میں حضرت داؤد علیہ السلام ہیں اور ایک میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ یہ چاروں کے چاروں اپنے اپنے خیموں میں سے آئے، اور

ایک جگہ بیٹھے، بیٹھ کر کچھ گفتگو فرمائی مگر ہمیں کوئی لفظ سننے میں نہیں آیا، اس کے بعد پھر اپنے خیموں میں چلے گئے، میں نے کہا: ہاں۔ اہل کتاب میں سے سب انہیں حضرات کے نام لینے والے ہیں، اور بات یہی ہے کہ وہ تینوں حضور اقدس ﷺ کے معاون اور مددگار ہیں، ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ ہماری امت بھی حضور اقدس ﷺ کے ساتھ ہو کر کام کرے اسی زمانہ میں امریکہ سے انگریز پادری کا ایک مضمون شائع ہوا تھا کہ یورپ کو اسلام سے زبردست خطرہ ہے۔ یورپ کے دروازہ پر آ پہنچا اسلام۔ اور وہ کسی تلوار کے زور سے نہیں آیا، اس راستے سے آیا۔

آتش عشق الٰہی

آتش عشق الٰہی در دل او شعلہ زن
چشم گریاں میچکاند روز و شب سیل رواں

ترجمہ: حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ کے دل میں عشق الٰہی کی آگ شعلہ زن ہے۔ (عشق خداوندی میں حضرت قدس سرہ کی رونے والی آنکھیں رات دن سیلاب بہاتی رہتی ہیں۔)

تشریح؛ ایک خط کے جواب میں (جس میں حضرت قدس سرہ کے کچھ باطنی حالات کا ذکر تھا) حضرت قدس سرہ نے یہ شعر بھی تحریر فرمایا ہے۔ جس سے حضرت کی اندرونی کیفیت کا اندازہ ہوسکتا ہے۔

مرا دردیست اندر دل اگر گویم زباں سوزد
وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخواں سوزد (آپ بیتی نمبر؛ ۴، ص؛ ۲۰۲)

(میرے دل میں ایسا درد (عشق) ہے۔ اگر بیان کروں تو زبان جل جائے۔ اور اگر خاموش رہوں تو ہڈی کے مغز (تک) کے جل جانے کا اندیشہ ہے)

....

01 Khutbat-e-Mahmood J-1

اشکہائے نیم شب چوں قطرہائے سلسبیل
می شود شاداب زیں ازہار واشجار جناں

ترجمہ؛ حضرت قدس سرہ کے اشکہائے نیم شب قطرہائے سلسبیل کی طرح ہیں۔ان سے جنت کے ازہار(پھول وکلی)واشجار(درخت) پرورش پاتے ہیں۔

تشریح؛ حضرت قدس سرہ نے ایک مکتوب میں تحریر فرمایا ہے؛

ہمارا کام ہے راتوں کو رونا یاد دلبر میں
ہماری نیند ہے محوِ خیالِ یار ہوجانا

حضرت شیخ قدس سرہ کے اسی سوز وگداز اور عشق ومحبت کا ذکر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی قدس سرہ نے سوانح حضرت مولانا محمد یوسف قدس سرہ میں ان الفاظ سے فرمایا ہے؛

”شیخ کے علم،تصنیفی انہماک،وقار وسکینت اور ضبط وتحمل کے فانوس میں عشق ومحبت کا ایک ایسا شعلہ ہے جو جاننے والوں کی نگاہوں سے مستور نہیں۔ ان کا خمیر عشق ومحبت کے اس جوہر کے ساتھ گوندھا گیا ہے اور وہ شاید ان کے خمیر کے تمام اجزاء وعناصر سے زیادہ مقدار میں ہے،ان کا حال وہ ہے جو سودا نے اپنے شعر میں بیان کیا ہے۔“

آدم کا جسم جب کہ عناصر سے مل بنا
کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا

”عشق ومحبت کے اس جوہر کا اندازہ اس وقت ہوتا ہے اور اس کے شرارے اسی وقت نظر آتے ہیں جب عشق الٰہی،ذاتِ رسالت پناہی اور رواصلانِ بارگاہِ الٰہی کا تذکرہ ہو۔

راقم سطور(مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے پہلے سفر حجاز کے

01 Khutbat-e-Mahmood J-1

موقع پر مدینہ طیبہ سے ایک خط لکھا، جس میں مدینہ طیبہ کے راستہ کی کیفیات اور بعض نعتیہ اشعار تھے، جب یہ خط پہنچا تو شیخ کی عجیب کیفیت تھی، جولوگ پاس موجود تھے ان کا بیان ہے کہ ایک عزیز خادم سے جو خوش الحان بھی ہیں۔ان اشعار کو ترنم کے ساتھ پڑھنے کی فرمائش ہوئی، گرمی کا زمانہ تھا، رمضان کے ایام تھے، اعتکاف کا موقع تھا۔اس وقت کچھ لوگ شیخ کا بدن دبا رہے تھے، دیکھنے والے کا بیان ہے کہ جس وقت ان صاحب نے یہ اشعار پڑھے، اس وقت شیخ فرط شوق اور شدت جوش میں بالشت بالشت بھرا اچھل جاتے، جو لوگ بدن دبا رہے تھے، ان کو محسوس ہو رہا تھا کہ شیخ کے جسم میں ایک بجلی سی پیدا ہوگئی ہے۔اور وہ اپنی کیفیت کو کسی طرح چھپا نہیں سکتے۔

راقم سطور (مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ) نے خود بارہا دیکھا ہے کہ وہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے حالات اپنے ایک مسودہ سے حضرت رائے پوری کو سنا رہا ہے، شیخ پاس کی چارپائی پر بیٹھے ہوئے ہیں، ان پر گریہ کا اتنا غلبہ ہوا کہ چارپائی ہلنے لگی۔مولانا محمد یوسف صاحب کی معیت میں جو حج ہوا تو اس سے واپسی کے موقع پر اس طرح سے بلک بلک کر رونے لگے، جیسے بچہ اپنی ماں کی گود سے علیحدہ کیا جائے تو وہ بے قرار ہو کر روتا اور بلکتا ہے۔"

(سوانح حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ: ۱۲۱، ۱۲۲)

فراقِ دیارِ حبیب ﷺ پر حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی حالت

ایک سفر کا حال حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب نور اللہ مرقدہ اس طرح بیان فرماتے ہیں؛

"اس سرزمین مقدس اور دیارِ حبیب ﷺ سے ان کی روح اور قلب کو

جو تعلق اور وابستگی ہے اور اس کے چھوٹنے پر ان کے دل پر جو کچھ گذر رہی تھی، اس کا کچھ اندازہ ان سطور سے ہوگا جو ان کے ایک مخلص خادم نے ان سطور کے راقم (مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ) کو اپنے ایک مکتوب میں لکھی ہیں۔

”طائف سے واپسی پر عمرہ کر کے یعنی جعرّانہ سے احرام باندھا تھا۔ دوسرے روز جدہ روانگی ہوگئی، حدودِ حرم کے ختم پر جو کنواں ہے، وہاں مغرب کا وقت ہوا، نماز کے بعد سوار ہونے کے وقت حضرت پر گریہ طاری ہوا۔ پھر جدہ پہنچ کر محمد علی خاں صاحب کے مکان پر رات قیام تھا۔ ساری رات عجیب بے چینی میں گذری، حضرت کی خدمت صرف محترمی ابوالحسن صاحب اور بندہ موجود تھے، باقی خدام حضرات حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ دوسرے کمروں میں تھے۔ حضرت بار بار اُٹھ کر بیٹھتے اور ہم لوگ بھی آہٹ پا کر اٹھ جاتے اور کسی وقت سوئے بنے رہتے اور دیکھتے رہتے، بندہ کو بائیس سال سے کئی دفعہ کافی کافی عرصہ کے لئے حضرت کی خدمت میں رہنا ہوا۔ سفر، حضر، عزیزوں، بزرگوں کی اموات، رمضان مبارک کی راتیں، حج کا سفر، عرفات وغیرہ مختلف اوقات وحالات میں حاضری نصیب ہوئی، مگر ایسی حالت کبھی نہ دیکھی تھی، کبھی کھڑکی سے منہ نکال کر گلی میں، راستوں کو دیکھ رہے ہیں۔ اور فرمارہے ہیں؛ ابوالحسن آج اور عرب کی زمین دیکھ لے، صبح کو جانا ہی ہے۔ دوسرے روز ہوائی اڈہ پر انتظار میں ویٹنگ روم میں بیٹھنا ہوا، موسم حج اور اپنے ساتھ پاکستان جانے والوں کا کثیر مجمع اور جدہ میں رخصت کرنے والوں کے ہجوم کی وجہ سے کافی وقت بیٹھنا ہوا۔

بندہ نے حضرت کو روتے ہوئے پہلے بھی بہت کثرت سے دیکھا ہے، اکثر اوقات تو ایسا کہ اجنبی کو تو ظاہر نہ ہوتا تھا لیکن غور کرنے سے معلوم ہوتا تھا کہ حضرت رو رہے ہیں اور بعض وقت دیکھنے والوں کو محسوس ہو جاتا تھا کہ نماز

01 Khutbat-e-Mahmood J-1

تلاوت وغیرہ میں حضرت رو رہے ہیں، لیکن آنسوؤں کی کثرت کا دستور نہ تھا اور یہ قانون تھا کہ ایسی حالت میں جب کوئی ملنے والا آ گیا یا کوئی دوسرا موضوع سامنے آیا، جس میں کسی سے ہنسی مذاق اور خندہ پیشانی کی ضرورت ہوتی یا کسی کو ڈانٹ ڈپٹ کی ضرورت ہوتی تو ظاہر طور پر حضرت کی وہ حالت فوراً ختم ہو جاتی اور آنے والے کو کچھ محسوس نہ ہوتا، وقت کے حق کے مطابق حالت ہو جاتی۔

اس رخصتی والے دن کی حالت بالکل نرالی تھی، حضرت تشریف فرما تھے، ارد گرد کافی مجمع تھا لیکن حضرت ایسے بیٹھے ہوئے تھے جیسے کہ بالکل اکیلے ہوں، کوئی بات، کلام، توجہ نہ تھی، بے تحاشہ رو رہے تھے، آنسو آنکھوں سے مسلسل بہہ رہے تھے، کرتہ تر بتر ہو رہا تھا، چہرہ مبارک سرخ اور آنسوؤں کے پانی سے ایسا دھل رہا تھا جیسا کہ کوئی نل کے نیچے بیٹھا ہو، بس آواز تو نہیں تھی، حضرت ہاتھ ڈھیلے کئے بیٹھے تھے۔ لوگ چپ چاپ مصافحہ کرتے جاتے تھے، ایک دہشت سی تھی، اس حالت میں رخصتی ہوئی، چونکہ اس قسم کی حالت ہمیشہ مخفی رکھنے کی عادت تھی، اس لئے اگر خود نہ دیکھا ہوتا تو مجھے بھی یقین نہ آتا۔ بیان کو مبالغہ سمجھتا، اور اب بیان کو ناکافی سمجھ رہا ہوں۔“

درس وتدریس، تصنیف وتالیف میں تاثیر عشق

اسی محبت واخلاص نے ان کے درس ان کی تصنیفات ان کے ساتھ بیعت وارادت کے تعلق میں وہ تاثیر اور کیفیت پیدا کر دی جو اہل عشق کے ساتھ مخصوص ہے۔
(سوانح مولانا محمد یوسفؒ: ۱۲۲، ۱۲۴)

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی قدس سرہ حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ کے

01 Khutbat-e-Mahmood J-1

درس حدیث کی کیفیت بیان فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہی؛

''اس درس کی کیفیت بھی دیدنی ہے نہ کہ شنیدنی۔حدیث شریف کا احترام، سنت سے شغف اور ذاتِ نبوی ﷺ سے عشق کی کیفیت کا اثر تمام حاضرین پر پڑتا ہے۔اور بعض مرتبہ تو ساری مجلس پر ایک بجلی سی کوند جاتی ہے،خصوصاً ختم کتاب اور دعا کے موقع پر تو یہ پیمانہ ہزار وسعت وعالی ظرفی کے باوجود چھلک پڑتا ہے، اسی طرح وفات نبوی ﷺ کی احادیث پر دامن ضبط ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے، آنکھیں بے اختیار اور آواز گلوگیر ہو جاتی ہے۔''

(حوالہ بالا:۱۰۹،۱۱۰)

کمالِ عشق ومحبت کا اندازہ

حضرت شیخ الحدیث نوراللہ مرقدہ نے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب قدس سرہ کو ان کے حجاز کے دوران قیام میں تحریر فرمایا تھا،اس میں یہ شعر بھی تحریر تھا؛

ہمارا نام لے کر آہ بھی اک کھینچیو قاصد
جو وہ پوچھیں تو کہہ دینا یہ پیغام زبانی ہے

پانچویں حج کا واقعہ

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

''پانچویں بار آپ کا سفرِ حج (۱۳۸۹ھ) غایت درجہ اشتیاق وشوق حضوری کے ساتھ ہوا،اس نعمت عظیم کے شکرانہ کے طور پر آپ نے دو ماہ کے روزے اور ہمہ وقت بحالت وضو رہنے کی نذر مانی تھی،اللہ تعالیٰ نے راقم کو اس سفر حج میں ہمرکابی کی توفیق نصیب فرمائی،اور آپ کے علو ہمت،قوت ارادی،

بارگاہ نبوی ﷺ میں آپ کے آداب ذات نبوی ﷺ سے آپ کے عشق وشیفتگی، علو استعداد نیز اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس قیام میں جن مراتب عالیہ اور دولت قرب واختصاص سے نوازا اور سربلند وسرفراز فرمایا، اس کے عجیب مناظر اپنی آنکھوں سے دیکھے اور اسلاف کرام اور اولیاء متقدمین کی یاد تازہ ہوئی، آپ سید الانبیاء ﷺ کے اقدام عالیہ کے پاس مسلسل گھنٹوں ایک حالت میں مراقب رہتے اور ایسا معلوم ہوتا کہ اب بھی آپ کی سیری نہیں ہوئی، یہ تمنا فرماتے کہ اسی پاک سرزمین میں آپ کو مستقل قیام کا موقع مل جائے، واپسی کا ذکر تک آپ کو بہت شاق ہوتا۔‘‘ (حیات خلیل بحوالہ مقدمہ اوجز:۱۱۱)

یہ سب عشق الٰہی اور عشق نبوی ﷺ کے ثمرات ہیں۔

حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب قدس سرہ کا سوز وگداز

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی قدس سرہ نے حضرت قطب عالم شیخ الحدیث سہارنپوری قدس سرہ کے والد محترم مولانا محمد یحییٰ صاحب قدس سرہ کے متعلق تحریر فرمایا ہے؛

’’مولانا محمد یحییٰ صاحب عجب باغ و بہار طبیعت لے کر آئے تھے۔ ’’بكّاء بالليل بسّام بالنهار‘‘ (رات کو بہت رونے والے دن کو بہت مسکرانے والے) آپ کی صفت تھی، ادھر گریہ طاری ہے، ادھر دوستوں کو اپنے نکتوں اور بذلہ سنجیوں سے ہنسا رہے ہیں، دیدہ گریاں، روئے خنداں اور زبان گل فشاں کا پورا مجموعہ دل کے سوز وگداز اور راتوں کے راز ونیاز کی خبر بہت کم لوگوں کو تھی۔ الخ‘‘

(حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ اور ان کی دینی دعوت:۵۶)

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ بغرض علاج سہارنپور تشریف لائے، حضرت شیخ (مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ) نے تلبینہ (ایک قسم کا حریرہ جو آٹے، شہد، گھی وغیرہ سے تیار کیا جاتا ہے، دودھ کے مثل سفید اور پتلا ہوتا ہے) تیار کر کے حضرت کی خدمت میں بھیجا، ساتھ میں ایک پرچہ بھی رکھا، جس میں لکھا: حضرت کے معالج (طبیب) کو اس کھانے کے اجزاء ترکیبیہ وغیرہ بتا کر تحقیق کرلیا ہے کہ یہ کھانا نہ حضرت کے مزاج کے خلاف ہے نہ طبع کے نہ مرض کے نہ دوا کے مقوی اور مفرحِ قلب ہے اور فلاں حدیث میں اس کی ترغیب بھی ہے، لہٰذا حضرت کی خدمت میں پیش ہے نوش فرمالیں۔ مادی نفع اور عدم مضرت دونوں چیزیں بتلادیں اور جتنی دین کی بات تھی کہ حدیث شریف میں ترغیب آئی ہے وہ بھی ظاہر کردی، اس واسطے نہیں بتائی کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو اس کا علم نہ تھا، وہ تو علم کے بحرِ ذخار تھے، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو لے لیا پرچہ پڑھا اور جواب لکھا:

محبی ومحبوبی! آپ نے جوشِ محبت میں اصول کی رعایت نہیں کی، پہلے ہی حدیث سنادی، اب مجھے اندیشہ ہے کہ اگر کھانے میں یہ مجھ کو مزیدار معلوم نہ ہوا پسند نہ آیا تو جس چیز کی ترغیب حدیث شریف میں آئی ہے اس سے بدمزگی اور ناپسندیدگی لازم آئے گی، اگر پہلے مجھے پیش کرتے پھر میرے پسند کرنے پر حدیث سناتے تو زیادہ راحت ملتی، لہٰذا آپ کا تحفہ جواب کے انتظار میں رکھا ہے، جیسا جواب آئے۔ (احادیث اور روایات کی یہ حضرات اس قدر رعایت رکھنے والے تھے کہ لذیذ وغیر لذیذ ہونا حالانکہ شرعی چیز نہیں، مگر پھر بھی جس چیز کی حدیث شریف میں ترغیب وارد ہوئی ہے اور طبعی طور پر وہ لذیذ معلوم نہ ہو یہ ان کو برداشت نہ تھا، ان سے بڑھ کر حدیث وسنت کی قدر کرنے والا کون ہوگا، پھر یہ بھی نہیں کیا کہ اس کو واپس کردیتے کہ دل شکنی کا باعث ہوگا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی بھی رعایت کی۔)

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے جواب لکھا: کہ حضرت اوّل تو لذیذ و غیر لذیذ ہونا زیادہ تر پکانے والے کی مہارت پر موقوف ہے، جو ماہر ہوتا ہے وہ معمولی چیز کو بھی لذیذ پکا دیتا ہے، اور جو اناڑی ہوتا ہے وہ عمدہ چیز کو بھی خراب کر دیتا ہے، پس اگر یہ لذیذ معلوم نہ ہوا تو توجیہ ہوگی کہ جس چیز کی ترغیب حدیث شریف میں آئی ہے وہ ان پکانے والوں کے قابو میں نہیں آئی، یہ اچھی طرح نہیں پکا سکے، دوسرے یہ کہ حدیث شریف میں اس کو نافع و مفید کہا گیا، دوائے تلخ مفید ہوتی ہے مگر لذیذ نہیں ہوتی، پس لذیذ نہ ہونا حدیث کے خلاف نہیں۔

تیسرے یہ کہ بعض روایات میں ہے "ویکرہ المریض" مریض کو اچھی نہیں لگتی ناگوار گذرتی ہے۔ اگر لذیذ معلوم نہ ہوئی تو اس سے حدیث کی مزید تقویت ہوگی تائید ہوگی نہ کہ مخالفت اس لئے اس کو نوش فرمالیں، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو نوش فرمایا اور کچھ نہ فرمایا کہ لذیذ معلوم ہوئی یا نہیں؟

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کا واقعہ

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نور اللہ مرقدہٗ نے خواب میں دیکھا کہ سرکار دوعالم ﷺ کا دربار عالی لگا ہوا ہے، مگر مجھے وہاں جانے کی ہمت نہیں ہو رہی ہے، میرے ماموں بھی وہاں پر موجود تھے، انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر ایک بوڑھے نحیف شخص کے ہاتھ میں دیدیا، پھر آنکھ کھل گئی۔

ان بزرگ کی تلاش میں متعدد مقامات کے سفر کئے، مگر کامیابی نہ ہوئی، سخت حیرانی ہوئی، کچھ روز بعد انہوں نے اپنے استاذ مولانا قلندر علی صاحب محدث جلال آبادی سے یہ خواب بیان کیا، مولانا قلندر محدث جلال آبادی رحمۃ اللہ علیہ صاحب حضوری تھے کہ حضرت نبی کریم ﷺ کی زیارت بیداری میں ہوا کرتی تھی

حضرت مولانا مفتی الٰہی بخش کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور خلیفہ ہیں، جو شاگرد رشید ہیں حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے۔ انہوں نے ارشاد فرمایا؛ کہ ذرا لوہاری (تھانہ بھون کے قریب ایک گاؤں کا نام) بھی تو ہو آ ؤ، یہاں میاں جی نور محمد جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ موجود تھے، چنانچہ وہاں حاضر ہوئے، دیکھا تو وہی بوڑھے نحیف شخص ہیں جو خواب میں دیکھے تھے، فوراً قدموں پر گر پڑے، میاںجی صاحب نے سینہ سے چمٹا لیا اور ارشاد فرمایا: کہ تمہیں اپنے خواب پر بہت اعتماد ہے، حضرت حاجی صاحب اسی کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ میرے شیخ کی سب سے پہلی کرامت تھی جو میرے دیکھنے میں آئی کہ بغیر ذکر کئے خواب کا علم ہو گیا۔

اس کے بعد حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت میاںجی نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے باقاعدہ بیعت ہوئے اور سلوک کی تکمیل کی اور میاںجی نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عشق الٰہی کا یہ عالم تھا کہ تیس برس یا چالیس برس تک ان کی تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی۔ اور پھر یہی اثر حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں آیا، اور پھر یہی اثر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں آیا۔

حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاب گڈھی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ المشائخ حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاپگڑھی نور اللہ مرقدہ کے اشعار کا مجموعہ ''عرفان محبت'' کے نام سے چھپا ہوا ہے، اس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

حمد تیری اے خدائے لم یزل
ہے یہ اپنی زندگی کا ماحصل
نام تیرا میرے دل کی ہے دوا
ذکر تیرا روح کی میرے شفا

جب زباں پر محمدؐ کا نام آ گیا — دوستو زندگی کا پیام آ گیا
آپؐ کی مدح انسان کیا کر سکے — عرش سے جب درود و سلام آ گیا

خدا کا فضل ہے ورنہ تو میں اس قابل نہ تھا احمدؔ
کہ میں نے آگ جو بھر دی ہے اشعارِ محبت میں

لطف جنت کا تڑپنے میں جسے ملتا نہ ہو
وہ کسی کا ہو تو ہو، لیکن ترا بسمل نہیں

نثار جاں حزیں کر دے شوق سے احمدؔ
کھڑا ہے کون؟ ذرا دیکھ تیرے سرہانے

کوئی اہل محبت سے تو پوچھے — عجب شے ہے صدائے لن ترانی
کسی نے اپنے بے پایاں کرم سے — مجھے خود کر دیا روح المعانی

عشق نے احمدؔ مجلّی کر دیا
ورنہ ہم بھی آدمی تھے نام کے

کمالِ عشق تو مر مر کے جینا ہے نہ مر جانا
ابھی اس راز سے واقف نہیں ہیں ہائے پروانے

عمر غفلت میں ہوگئی برباد — میرے مالک تری دہائی ہے
میں وہ عاصی ہوں دیکھ کر جس کو — رحمت حق بھی مسکرائی ہے

آتش عشق نے جلا ڈالا
زندگی ہم نے مر کے پائی ہے

جب کوئی ہم کلام ہوتا ہے — دل کا برہم نظام ہوتا ہے

حسن کا انتظام ہوتا ہے عشق کا یوں ہی نام ہوتا ہے
عشق کی اک نگاہ سے احمدؔ
ذرہ ماہِ تمام ہوتا ہے

قیامت ہے ترے عاشق کا مجبور بیاں رہنا زباں رکھتے ہوئے بھی اللہ اللہ بے زباں رہنا
یہ فیضانِ محبت ہے یہ احسانِ محبت ہے سراپا داستاں ہوتے ہوئے بے داستاں رہنا
یہ معراجِ محبت ہے یہ اعجازِ محبت ہے کہ سلطانِ جہاں ہو کر بھی بے نام ونشاں رہنا
یہی شانِ محبت ہے یہی آنِ محبت ہے انہی کا ہو کے رہنا چاہئے کچھ بھی ہو جہاں رہنا
نہ کوئی رہ پا جائے نہ کوئی غیر آ جائے
حریم دل کا احمدؔ اپنے ہر دم پاسباں رہنا

ہوا محسوس جیسے مل گئی کونین کی دولت
مقدر سے ترے پہلو میں جب میں نے جگہ پائی
میں اس پر جان و دل سب کچھ کروں قرباں نہ کیوں آخر
کرم سے جس کے در دلا دوا کی بھی دوا پائی
سنیں یہ بات میری گوش دل سے جو میں کہتا ہوں
میں ان پر مر مٹا تب گلشن دل میں بہار آئی
عجب عالم ہوا اللہ اکبر اہل محفل کا
حدیث عشق کی احمدؔ نے جب بھی شرح فرمائی

ملتی ہے اہل محبت کو زبانِ زندگی اور کوئی کر نہیں سکتا بیانِ زندگی
ہو گئے پیدا جہاں میں طالبانِ زندگی تم نے جب دنیا میں دی آ کر اذانِ زندگی
میں تو اس قابل نہ تھا لیکن جنوں کے فیض سے کھول دی ہے میں نے بھی احمد دکانِ زندگی

یاد کا ان کی چھایا جب عالم
فرش آیا نظر عرشِ اعظم

سناؤں داستانِ عشق میں کس کو یہاں ساقی
نظر آتا نہیں جب ہائے کوئی راز داں ساقی

حدیث شریف کی تشریح

سائل: حدیث "من رأنی فی المنام فسیرانی فی الیقظۃ" سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کو خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت ہوئی وہ بیداری میں ضرور دیکھے گا۔ کیا ایسا ہے؟ کیا یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے؟ ملفوظات فقیہ الامت میں آپ کی اور حضرت شیخ زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی گفتگو بھی اس سلسلے میں ہے۔

ارشاد: یہ حضور اقدس ﷺ کی زندگی کے بارے میں ہے کہ اگر کسی شخص نے مجھ کو دور سے خواب میں دیکھ لیا تو وہ ان شاء اللہ میرے پاس پہنچ کر رہے گا، میری زیارت ضرور کرے گا، پھر ایک تو ہے یقظہ (بیداری) میں زیارت کرنا ایک ہے خواب میں زیارت کرنا، دونوں میں فرق ہے، جو شیخ نے فرمایا اور میں نے عرض کیا وہ تو یہ ہے کہ ایک شخص خواب میں زیارت کرتا ہے ایک شخص بیداری میں زیارت کرتا ہے کون اس میں قوی ہے؟ میں نے کہا: خواب والا قوی ہے، کیونکہ خواب کی تو ضمانت لی گئی ہے۔

"من رأنی فی المنام فقد رأنی فان الشیطان لا یتمثل بی"

[جو شخص مجھے خواب میں دیکھے تحقیق اس نے مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان میری تمثیل نہیں بنا سکتا۔]

بیداری کی حالت میں ضمانت نہیں لی گئی۔

01 Khutbat-e-Mahmood J-1

حضرت شیخ نے دریافت فرمایا: کہ کیا شیطان کو بیداری میں قدرت ہے صورت بنانے کی؟ میں نے کہا: نہیں اس کو تو قدرت نہیں نہ خواب میں نہ بیداری میں البتہ قوت متخیلہ صورت گھڑ سکتی ہے۔

سائل: کیا یہ قضیہ شرطیہ ہے کہ "من رأنی" یہ شرط ہے "فسیرانی" مشروط ہے۔

مفتی صاحب: اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں، یہ مستقل چیز ہے، میں اس کو کہہ رہا ہوں "من رأنی فی المنام فسیرانی فی الیقظۃ" کہ یہ اس وقت کے لئے ہے جبکہ حضور اقدس ﷺ حیات ظاہری میں تھے کہ جس شخص نے خواب میں مجھے دیکھا وہ ان شاء اللہ مجھ تک پہنچ کر رہے گا۔

سائل: حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دن میں رویت ہوئی تھی افطاری میرے ساتھ کرلینا۔

حضرت مفتی صاحب: وہ تو خواب کی بات ہے اس کی تصریح ہے۔

سائل: فتح الباری میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے خواب کا تذکرہ ہے اور یہ کہ انہوں نے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس خواب بیان کیا اور آئینہ انہوں نے دیکھا تو اس میں اپنی صورت کے بدلے حضور اقدس ﷺ کی صورت نظر آئی۔

حضرت مفتی صاحب: ٹھیک ہے خواب میں صورت نظر آسکتی ہے اور صورت بدل کر بھی نظر آسکتی ہے، اور ہو سکتا ہے آئینہ میں دیکھا ہو کوئی بعید نہیں۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ مسجد نبوی میں درسِ حدیث دے رہے تھے، مسئلہ آگیا حیات النبی ﷺ کا۔ حضرت نے اس کو ثابت کیا، طلبہ نے اس

پر اشکال کیا،حضرت نے جواب دیا، پھر اشکال کیا، پھر جواب دیا، پھر اشکال کیا۔حضرت نے یکدم گردن موڑ کر اس طرح سے دیکھا (روضہ اقدس کی طرف) طلباء نے دیکھا کیا بات ہوئی، اس طرح سے اچانک مڑ کر دیکھا، دیکھا تو روضہ اقدس وہاں موجود نہیں، عمارت غائب ہے، کھلی جگہ ہے صاف اور اس میں حضور اقدس ﷺ تشریف فرما ہیں، اس کے بعد پھر کتاب کی طرف متوجہ ہو گئے، وہ بھی اور طلبہ بھی، پھر روضہ اقدس کی طرف دیکھا تو وہ اسی طرح موجود تھا۔اس قسم کی چیزیں ہوئی ہیں۔اب بھی ہو سکتی ہیں۔اللہ تعالیٰ کسی پر کرم فرماوے۔لیکن "من رأنی فی المنام فیسرانی فی الیقظة" کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ ان طلبہ نے خواب میں زیارت کی ہو،اس کی وجہ سے ان کو بیداری میں زیارت ہوئی ہو، بہت لوگ ایسے ہیں جو خواب میں زیارت کرتے ہیں، بعضے روزانہ زیارت کرتے ہیں خواب میں، لیکن کبھی یقظۃً زیارت کی نوبت نہیں آئی انہیں۔

سائل: ابن عربی نے "وقد اشکل ھذا الحدیث علی العلماء" لکھا ہے۔

مفتی صاحب: اشکال کیا؟ کس چیز پر ہے ان کو؟

سائل: کیفیت پر۔

مفتی صاحب: میں تو کہتا ہوں کہ اس کی کیفیت یہ ہے کہ بیداری کی حالت میں ایمان لانے سے پہلے جس شخص نے حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت کی، اسے حق تعالیٰ نے توفیق دی کہ وہ بیدار ہو کر ایمان لایا اور حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اس میں کیا اشکال ہے؟

سائل: گویا اس میں تخصیص نہیں تعمیم ہے آج بھی ہو سکتا ہے؟

مفتی صاحب: آج بھی ہو سکتا ہے۔مگر "سکتا ہے" ضروری نہیں۔بخلاف شرط وجزا کے کہ وہاں پر شرط پر جزا کا ترتب یقینی ہے۔وہ حیات طیبہ کی بات تھی، اور بعضے حضرات کہتے ہیں کہ بیداری کی حالت میں دیکھنا زیادہ قوی ہے، کیونکہ اس کو

مناسبت اتنی ہوگئی ہے کہ حجابات اس سے اٹھا دیئے گئے ہیں۔

سائل: ارواحِ ثلٰثہ میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا تردد ذریت کے بارے میں اور حضور اقدس ﷺ کا عیاناً جلوہ گر ہونا اور فرمانا کہ جیسے میری اولاد اور شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں لکھا ہے کہ کوئی آدمی سوال لے کر آیا۔

مفتی صاحب: شاہ صاحب کے وعظ میں تشریف لانا استفادہ کی غرض سے نہیں تھا، جیسے کہ میں اور آپ استفادہ کے لئے بیٹھے ہیں بلکہ اعانت کے لئے تھا، تصویب کے لئے ہے ان کی، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت ہو جائے اس کے لئے، تو کیا اشکال ہے اس میں؟

قرآن پاک سننے کیلئے حضرت نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری

خود شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں غالباً اپنے والد کی طرف سے یا اپنی طرف سے کہ دلی کے فلانے جنگل میں قاری عبداللہ صاحب رہتے تھے، ان کے پاس قرآن شریف پڑھنے کے لئے ہم گئے تھے، قاری صاحب کا طریقہ یہ تھا کہ جب قرآن پاک کی تلاوت کرتے تو آنکھیں بند کرکے خوب جھوم جھوم کر مست ہو کر پڑھتے تھے، وہ تلاوت کر رہے تھے، کچھ لوگ عربی لباس میں آئے آگے آگے ان کے سردار معلوم ہوتے تھے، ذرا دیر ٹھہرے اور پھر کہا: "بارك الله اديت حق القرآن" [اللہ پاک تم کو برکت دے، تم نے (تلاوت) قرآن کا حق ادا کردیا۔] یہ کہہ کر چلے گئے۔ قاری صاحب نے اپنی تلاوت سے فارغ ہو کر آنکھ کھولی۔

پوچھا: میاں کوئی آیا تھا؟ میرے قلب پر ایک رعب طاری ہوا۔

بتایا گیا: کہ اس طرح سے ہوا اور تو کچھ معلوم نہیں۔

....

01 Khutbat-e-Mahmood J-1

پھر ایک اور بزرگ آئے، انہوں نے فرمایا: کہ حضور اقدس ﷺ تشریف لائے تھے یہاں، پوچھا گیا کیسے؟

فرمایا: کہ میں نے پرسوں خواب میں زیارت کی تھی اور حضور اقدس ﷺ نے یوں فرمایا تھا کہ میں پرسوں قاری عبداللہ کا قرآن سننے جارہا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں سو نہیں رہا تھا۔ بلکہ جاگ رہا تھا، میری آنکھیں بند نہیں تھیں، میں کھلی آنکھوں دیکھ رہا تھا۔

خواب کے واقعات تو بے شمار ہیں لیکن یہ بیداری کی بات ہے۔

بہر حال میں اکابر دیوبند کے تعلق اور عشق رسول ﷺ کی بات بتا رہا تھا۔

حضرت سہارنپوری اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہما کے واقعات

ایک خلیفہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ تھے، انہوں نے دین کی خدمت کی، اہل بدعت سے مناظرے کئے، ان کو شکستیں دیں، حال یہ کہ روضۂ اقدس پر مدینہ پاک میں کھڑے ہوکر وہاں تراویح میں پورا قرآن پاک حضور اقدس ﷺ کو سنایا۔

روضۂ اقدس پر حاضر ہوتے صلوۃ وسلام پڑھنے کے لئے تمام بدن کانپ جاتا تھا، سر سے پیر تک، آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے تھے۔

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا حال ابھی بتا ہی چکا ہوں، جو صاحب ان کے ساتھ تھے مدینہ منورہ میں انہوں نے بتلایا: کہ مولانا روضۂ اقدس کے سامنے کھڑے ہوتے تھے، گردن جھکی ہوئی بالکل خاموش، آواز نہیں نکالتے تھے ادب کی وجہ سے، آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے تھے، ایک گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ بالکل اسی طرح کھڑے رہتے تھے، صلوۃ وسلام پڑھتے تھے، کیا یہ سب کچھ بغیر عشق کے ہوتا

01 Khutbat-e-Mahmood J-1

تھا؟ محبت وعشق اصل تو قلب میں پیدا ہوتا ہے، اس کا اثر سارے جسم پر ہوتا ہے، آنکھوں پر بھی اثر ہوتا ہے کہ وہ اتباعِ سنت کرتی ہیں، کانوں پر بھی اثر ہوتا ہے کہ وہ بھی اتباعِ سنت کرتے ہیں، زبان پر بھی اثر ہوتا ہے کہ اتباعِ سنت اس کے اندر آجاتی ہے، ہر چیز کا یہی حال ہے، صرف نام اہل سنت رکھنے سے اتباعِ سنت نہیں ہوتا، اور آدمی اہل سنت نہیں بن جاتا۔

عشق ومحبت کی علامت

اور علامت کیا ہے عشق کی؟ ہر شخص دعویٰ کرسکتا ہے کہ مجھے عشق ہے، عشق کا حال تو یہ ہے کہ جس قدر کسی شخص کو حضور اقدس ﷺ سے عشق ہوگا اسی قدر سنت رسول ﷺ کا اتباع کرے گا، اپنی زندگی کو حضور اکرم ﷺ کی سنت کے مطبق بنائے گا، یہ اس کی علامت ہے: ''قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ'' [آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو۔] محبت کی شرط اتباع کو بتایا ہے۔ ''لا یومن احدکم حتی یکون ھواہ تبعا لما جئت بہ'' [تم میں سے کوئی شخص تب تک مومن (کامل) نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہش میرے لائے ہوئے طریقہ (شریعت) کے تابع نہ ہو۔

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آدمی معارف بیان کرے مکاشفات بیان کرے دوسرے عالم کی، اونچی اونچی چیزیں بیان کرے، ان کی وہ حیثیت نہیں ہے جو ایک معمولی چیز کی ہے جو سنت کے مطابق ہو، مثلاً استنجا کرے سنت کے مطابق، اس کی جو حیثیت ہے وہ اونچے سے اونچے معارف کی بھی نہیں۔

محبان رسول ﷺ تھے یہ لوگ محبت اور عشق کی علامت یہ ہے کہ زندگی کا ہر گوشہ

اتباعِ سنت سے منور ہو، جو کام کرے یہ سوچتے ہوئے یہ سمجھتے ہوئے کرے کہ یہ سنت کے خلاف تو نہیں ہے۔

محبت تو قلبی چیز ہے، دعویٰ کوئی بھی کرسکتا ہے، نعرہ کوئی بھی لگا سکتا ہے کہ ہم ہیں محبین رسول ﷺ لیکن محبت کی علامت یہ ہے کہ اتباعِ سنت ہو۔ پوری زندگی سنت کے مطابق ہو۔

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا اتباعِ سنت

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خلیفہ ہیں مولانا محمود حسن شیخ الہندؒ، دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس رہے، ساری عمر حدیث شریف پڑھائی، سیاست میں اٹھے، ہندوستان کو آزاد کرانے کے لئے گرفتار ہوگئے، کئی برس مالٹا میں جیل میں رہے۔ سخت سے سخت سزائیں دی گئیں، مگر وہ اپنی بات کے بڑے پکے اور مضبوط تھے، سینہ پر ان کے نشانات تھے، پسلیوں پر نشانات تھے، مالٹا سے جب واپس تشریف لائے، معلوم ہوا کہ تہجد کے وقت جب حضرت وہاں اٹھتے تھے، سردی زیادہ تھی، لوٹے میں پانی لے کر حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیٹ سے لگا لیتے تھے، اور اسی طرح رات گذارتے تا کہ پیٹ کی گرمی سے اس کی ٹھنڈک کچھ کم ہوجائے، وہ پانی نمازِ تہجد کے لئے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کو پیش فرماتے اور حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اس سے وضو کرتے تھے، اور نماز کی نیت باندھ کر کھڑے ہوجاتے تھے، جو گورے (انگریز سپاہی) پہرے پر تھے، وہ سنگین (لاٹھی جس کے آگے چھری سی ہوتی ہے) کے چوکے نماز پڑھتے پڑھتے سینے پر پسلیوں پر مارتے تھے، ان کا جو افسر تھا وہ بھی انگریز تھا، اس نے کہا:

”ارے کیا غضب کرتے ہو، یہ ایسا شخص ہے کہ اگر تم نے قتل کر کے جلا بھی

....

دیا تو اس کے خون سے، اور اس کی خاک سے، حق حق کی آواز آئے گی۔"

ان کا حال یہ تھا کہ جمعہ کا دن آتا، کپڑے دھوتے، غسل کرتے، جمعہ کی نماز کے لئے جیل کے دروازے تک آتے، مگر جیل کا دروازہ بند ہوتا تھا، واپس ہوجاتے تھے، جہاں تک اپنے بس میں تھا کہ جمعہ کی تیاری کی، غسل کیا، اس میں کمی نہیں کی، آتے ہیں نماز کے لئے جمعہ کی تیاری کر کے، مگر آگے دروازہ بند ہے، دو آنسو ٹپکا کر واپس ہوجاتے، اپنے ہاں ظہر کی نماز پڑھ لیتے۔ جتنا اپنے اختیار میں تھا اس میں کمی نہیں فرماتے۔ یہ ہے عشق الٰہی۔

قربانی کے لئے گائے پالتے سال بھر تک، اس کو خود نہلاتے، گھاس دانہ خود کھلاتے، خود پانی پلاتے، گائے کو بھی اتنا تعلق ہوجاتا کہ جب وہ سبق پڑھانے کے لئے گھر سے چلتے تو گائے پیچھے پیچھے آتی اور دارالعلوم کے دروازے پر بیٹھ جاتی، بارہ بجے سبق پڑھا کر فارغ ہو کر چلتے تو گائے ساتھ ساتھ چلتی، اور جب قربانی کا زمانہ قریب آجاتا، تو گائے کا گھاس کم کرتے، بجائے گھاس کے دودھ جلیبی کھلاتے بالٹی میں بھر بھر کر، اور اس کے مہندی لگاتے، پھول بناتے اس کی کمر پر۔ اس کو خوشنما بناتے، اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ خدا کے راستہ میں اپنا محبوب مال خرچ کرو، اس سے محبت بہت ہوجاتی، بقرہ عید کی نماز پڑھ کر کے اپنے ہاتھ سے اس کو ذبح کرتے اور کچھ آنسو بھی ٹپکایا کرتے اور اگلے سال کے لئے قربانی کے واسطے اسی وقت سے دوسری گائے خرید لیتے۔

رمضان شریف میں رات رات بھر نہیں سوتے تھے، خود حافظ نہیں تھے لیکن دوسرے لوگوں کو تجویز کرتے تھے۔ ایک کو بلایا ایک پارہ اس نے پڑھا، دوسرا آیا ایک پارہ اس نے پڑھا، تیسرا آیا ایک پارہ اس نے پڑھا، رات بھر نفلوں میں اسی طرح مشغول رہتے تھے۔

نفلیں پڑھتے پڑھتے ایک مرتبہ پیروں پر ورم آگیا، اس روز بہت خوش ہوئے

بہت خوش کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے بھی پیروں پر ورم آتا تھا، نماز پڑھتے ہوئے، آج حضور اقدس ﷺ کی سنت کا اتباع نصیب ہوا۔ یہ ہیں عشق الٰہی اور عشق نبوی کے ثمرات۔

علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا اتباعِ سنت

ہمارے حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اتنے بیمار ہوئے کہ کھڑے نہیں ہوسکتے تھے، دو کھڑاؤں بنوائے تھے ان کو زمین پر ٹیک کر بیٹھ بیٹھ کر مسجد میں نماز کے لئے جاتے تھے۔ اس قدر اتباعِ سنت کا اہتمام تھا۔

حضور اقدس ﷺ کا عمل مرض الوفات میں

حضور اقدس ﷺ کا مرض الوفات ہے غشی طاری ہے، جب طبیعت کو کچھ سکون ہوا اور مرض کی شدت میں کچھ افاقہ ہوا تو ارشاد فرمایا: کہ سات مشکیں پانی کی میرے سر پر ڈالو شاید کچھ سکون ہو اور میں لوگوں کو کچھ وصیت کرسکوں، چنانچہ حسب الحکم آپ ﷺ پر سات مشکیں ڈالی گئیں۔ اس طرح غسل سے آپ ﷺ کو ایک گونہ سکون ہوا۔ اور آنحضرت ﷺ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سہارے مسجد میں تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔

(سیرت المصطفیٰ: ۳۳۲، بحوالہ البدایہ والنہایہ)

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

ایک مرتبہ حضرت مدنی ﷺ کے یہاں سالن دو برتنوں میں آ گیا۔ عامۃً ایک سالن بڑے برتن میں آیا کرتا تھا۔ اسی کے چاروں طرف سب بیٹھ کر کھایا کرتے تھے۔ اس

01 Khutbat-e-Mahmood J-1

دفعہ کوئی صاحب بیمار تھے انکے واسطے سالن علیحدہ آ گیا۔ تو حافظ محمد حسین صاحب اجراڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: کہ حضرت اب سالن دو دو طرح کا کھایا جایا کرے گا۔ کہیں حدیث میں دو سالن کھانا حضور اقدس ﷺ سے ثابت ہے۔ اس پر حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو داؤد شریف کی روایت بیان نہیں فرمائی (جس میں دو سالن کا تذکرہ ہے) بلکہ یہ فرمایا؛ حافظ صاحب! ہم تو پیٹ کے گدھے ہیں، ہم سے اتباع سنت کہاں ہوتا ہے، آپ ہم سے اتباع سنت کا مطالبہ کرتے ہیں۔ یہ ان حضرات کا حال تھا۔

اشاعت دین اور خدمت حدیث نبویؐ

جس قدر کسی شخص کو حضور اقدس ﷺ سے عشق ہوگا اسی قدر سنت کا اتباع کرے گا۔ اپنی زندگی کو حضور اقدس ﷺ کی سنت کے مطابق بنائے گا، اسی قدر دین کی اشاعت کرے گا، یہ اس کی علامت ہے۔ اب دیکھ لو اٹھا کر۔

حضور اقدس ﷺ کے ساتھ علماء دیوبند کو عشق ہے، محبت ہے، ساڑھے چھ سو طلبہ آج بھی دار العلوم دیوبند میں بخاری شریف پڑھنے والے موجود ہیں، جو رات دن حدیث شریف پڑھتے ہیں۔

بخاری شریف کی اشاعت

اب تو دورہ حدیث شریف پڑھنے والوں کی تعداد ایک ہزار سے زائد ہوتی ہے،
بخاری شریف کو چھاپنے والے دیوبندی۔ مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

بخاری شریف پہلے چھپی ہوئی نہیں تھی، انہوں نے چھپوایا، اس پر حاشیہ لکھا۔ جس میں فتح الباری، قسطلانی، عینی اور دیگر شروح بخاری کا خلاصہ حاشیہ پر درج ہے۔ اور اخیر کے پانچ پاروں کا حاشیہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا لکھا ہوا ہے۔

فیض الباری

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی بخاری شریف کی تقریر عربی میں پانچ جلدوں میں "فیض الباری" کے نام سے چھپ کر آچکی ہے۔ جس کو ان کے شاگردِ رشید حضرت مولانا سید بدر عالم میرٹھی نور اللہ مرقدہ نے لکھا، موصوف مرحوم نے حضرت علامہ انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہ سے دس مرتبہ بخاری شریف پڑھی، اس کے بعد حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر بخاری کو جمع اور مرتب فرمایا، اور "فیض الباری" کے نام سے پانچ جلدوں میں شائع فرمایا۔

ترجمان السنۃ

حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی نور اللہ مرقدہ کی اور بھی تصانیف ہیں، جن میں زیادہ مشہور ''ترجمان السنۃ'' ہے جو چار جلدوں میں ہے۔ چوتھی جلد معجزات کے بیان میں ہے۔ چوتھی جلد کو تصنیف کے بعد لے کر روضۂ اقدس علی صاحبہا الصلوۃ والسلام پر حاضر ہوئے اور مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

اک جلد معجزات کی لایا ہوں نذر کو
اس کے سوا تو حوصلہ کیا ہے غلام کا

کرلیں اگر قبول تو کیسا شرف ملے
پشتوں کو اس حقیر کی اور اس غلام کو

ہو جائے یہ نصیب تو رہ جائے یادگار
بخشش کی اک کریم کی اپنے غلام کو

....

ہاں جنت بقیع میں میری بھی ہو جگہ
اس کی بہت تڑپ ہے مجھ ایسے غلام کو

کتنی بڑی ہوس ہے جو دل میں عمر کے تھی
ہو جائے گر نصیب غلام غلام کو

اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ مدینہ طیبہ میں وفات ہوئی، اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

بذل المجهود

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بذل المجہود پانچ جلدوں میں ابو داؤد شریف کی شرح کی۔ جو حضرت مولانا مفتی تقی الدین مظاہری ندوی زید مجدہم کی تعلیق و تحقیق کے ساتھ چودہ ضخیم جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔ رد شیعیت میں مطرقۃ الکرامہ اور براہین قاطعہ جیسی کتابیں لکھیں۔ اور ایک زمانہ تک دورۂ حدیث شریف تک کی پوری کتابیں حضرت نے خود پڑھائیں۔

اوجز المسالك

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے موٹی موٹی چھ جلدوں میں مؤطا امام مالک کی شرح "اوجز المسالك" فرمائی، جو آج ساری دنیا مین پھیلی ہوئی ہے، مصر میں چھپ رہی ہے اور کہاں کہاں چھپ رہی ہے۔ اور اب شیخ الحدیث حضرت مولانا تقی الدین مظاہری ندوی کی تحقیق و تعلیق کے ساتھ ضخیم اٹھارہ جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔

....

’’’’ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی ’’الکوکب الدری‘‘ اور تقریر ترمذی اور بخاری شریف کی تقریر ’’لامع الدراری‘‘ کے نام سے چھپ چکی ہیں۔ کتنی خدمت کی حدیث کی۔

الکوکب الدری

حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب نور اللہ مرقدہ نے دورانِ درس حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نور اللہ مرقدہ کی ترمذی شریف کی تقریر قلمبند فرمائی، جس کو ان کے صاجزادۂ محترم شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہ نے اپنے حاشیہ کے ساتھ ’’الکوکب الدرّی‘‘ کے نام سے دو جلدوں میں شائع فرمایا۔

الکنز المتواری

اسی طرح بخاری شریف کے درس کی تقریر نقل فرمائی جس کو شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا نور اللہ مرقدہ نے ’’لامع الدراری‘‘ کے نام سے تین جلدوں میں شائع فرمایا۔ اور اب حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ کے تلمیذ رشید اور خلیفۂ خاص حضرت مولانا ملک عبدالحفیظ مکی زید مجدہم کی زیرنگرانی ’’لامع الدراری‘‘ پر تعلیق وتحقیق کا کام کیا گیا، اور تعلیق وتحقیق کے بعد ’’الکنز المتواری فی لامع الدراری وصحیح البخاری‘‘ کے نام سے چوبیس ضخیم جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔

کفایت المفتی

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ ’’کفایت المفتی‘‘ تقریباً نو جلدوں میں چھپے ہیں۔

....

01 Khutbat-e-Mahmood J-1

فتاویٰ دارالعلوم

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ ''فتاویٰ دارالعلوم'' کے نام سے تقریباً پندرہ جلدوں میں چھپ چکے ہیں۔

فتاویٰ امدادیہ

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ پانچ جلدوں میں ''فتاویٰ امدادیہ'' کے نام سے چھپے ہوئے ہیں۔

خدماتِ دارالعلوم دیوبند

حضور اقدس ﷺ کی سنتوں کی تعلیم دینے والے، فقہ، حدیث، تفسیر پڑھانے والے علماء دیوبند ہیں۔ تمام دنیا میں علمائے دیوبند کا فیض پھیلا ہوا ہے، دارالعلوم کے فضلاء اور فیض یافتہ یا فضلاء کے فضلاء تمام عالم میں پھیلے ہوئے ہیں، جو مدارس، مساجد، خانقاہوں کے ذریعہ خدمات انجام دے رہے ہیں۔ کتنے لوگ ایسے ہیں جو غصے میں بھرے ہوئے آئے کہ علماء دیوبند کا مقابلہ کریں گے، ان کی مخالفت کریں گے۔ لیکن جیسے ہی دارالعلوم میں داخل ہوئے دارالحدیث میں دیکھا ''قال اللہ قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم'' کی آوازیں سنیں ان کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ فوراً تائب ہو گئے اپنی بدعات سے۔

حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہوئے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ۔ ان میں سے ہر ایک نے دین کی بڑی بڑی خدمات انجام دیں۔ جہاد کے اندر خوب بہادری سے کام کیا۔ تصنیف

وتالیف کے ذریعہ سے بھی دین کی اشاعت کی۔ مدارس قائم کئے، خانقاہوں کا سلسلہ پھیلایا، افراد سازی کا کام بڑے پیمانہ پر کیا کہ ان حضرات کے تربیت یافتہ حضرات نے دنیا بھر میں اشاعت دین، احیائے سنت، دعوت وتبلیغ کا وسیع پیمانہ پر کام کیا کہ دنیا بھر میں اس کے اثرات پائے جاتے ہیں۔ جس سے عقلیں حیران ہیں۔

بیان القرآن

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن پاک کی تفسیر ''بیان القرآن'' لکھی۔ جو انتہائی جامع تفسیر ہے۔

اعلاء السنن

علم حدیث میں ''اعلاء السنن'' لکھوائی۔ جو اٹھارہ جلدوں میں ہے۔ جس میں فقہ احناف کے دلائل ومستدلات کا بہت بڑا ذخیرہ جمع ہوگیا ہے، جو اپنی مثال آپ ہے۔ فقہ حنفی کے فروغ کے لئے مختلف کتابیں لکھیں۔ علم تصوف کا خوب کام کیا۔ اس کے اندر کتابیں تصنیف کیں۔ مثلاً ''التکشف عن مهمات التصوف'' ''بوادر النوادر'' وغیرہ ایک ہزار سے زائد کتابیں تصنیف فرمائیں۔ دین کا کوئی موضوع ایسا نہیں جس سے متعلق حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے تصنیف نہیں فرمائی۔

غرض جہاں بھی جائے دین کی اشاعت کرے۔ یہ تڑپ ہونی چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ مخلوقِ خدا کے پاس دین پہنچ جائے۔ اسی مقصد کو لے کر حضرت نبی کریم ﷺ دنیا میں تشریف لائے، اسی مقصد کی تکمیل کے واسطے کہ دین کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہو۔ پوری زندگی گذاری اور بے مثال قربانیاں دیں۔

....

جیل میں حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کا قرآن پاک پڑھانا

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو گرفتار کر کے جیل میں رکھا گیا۔ وہاں کسی شخص کو کسی مجرم کو حضرت نے قرآن پاک شروع کرا دیا۔ حضرت مولانا کی جیل کی مدت پوری ہوگئی، رہائی کا پروانہ مل گیا کہ آپ جا سکتے ہیں۔ اس شخص نے (جس کو قرآن پاک شروع کرایا تھا) کہا: کہ حضرت آپ جا رہے ہیں میرا تو قرآن شریف رہ گیا، مکمل نہیں ہوا، حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نہیں، میں نہیں جا رہا ہوں میں ٹھہروں گا، چنانچہ اس کا قرآن پاک پورا کرنے کیلئے جیل میں خود ٹھہرے رہے۔ اس کا قرآن شریف پورا کرا کے جیل سے باہر آئے۔

حکومت کہتی ہے کہ آپ کی مدت پوری ہوگئی ہے مگر یہ کیوں جائیں؟ وہاں قرآن شریف پورا کرانا ہے۔ دین کی اشاعت جیل کے ساتھ ساتھ چل رہی ہے۔

مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے واقعات

حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی بیعت تھے، حضرت مولانا رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے۔ اور تقریباً دس برس حضرت گنگوہی نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں رہے۔ انہوں نے یہ تبلیغ کا سلسلہ قائم کیا جو ساری دنیا میں جاری ہے۔ مکہ مکرمہ میں، مدینہ طیبہ میں، منیٰ میں اور مزدلفہ میں، عرفات میں، جہازوں پر، ریلوں پر ہر جگہ جاری ہے۔ اور دنیا کے ہر ہر ملک اور ہر ہر شہر اور ہر ہر بستی میں تبلیغی کام ہو رہا ہے اور تبلیغی کام کی برکت سے پوری دنیا میں ایک عظیم اسلامی انقلاب پیدا ہوگیا۔

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب مکہ مکرمہ تشریف لے گئے، وہاں پہنچ کر بیت اللہ کا پردہ پکڑ پکڑ کر دعائیں کیں کہ یا اللہ جو لوگ مجھ سے محبت کرتے ہیں ان پر

بھی مہربانی اور کرم فرما۔ اور جو لوگ میری مخالفت کرتے ہیں ان پر بھی مہربانی اور کرم فرما۔ وہ اپنے مخالفین کے لئے بھی دعائیں کرتے ہیں۔

امت کے لئے بیقراری

اور ایسا مجاہدہ کیا ہے شروع شروع میں تبلیغ کے سلسلہ میں کہ حیرت ہوتی ہے اللہ الصمد! دبلے پتلے چھوٹے سے آدمی مگر جوش تھا جوش۔ رات کو رو رہے ہیں۔ سارے گھر میں اٹھ کر رات کو گشت کر رہے ہیں۔ گھوم رہے ہیں۔ ہائے اللہ! میں کیا کروں۔ ہائے اللہ! میں کیا کروں۔ بیوی کی آنکھ کھل گئی، بیوی نے کہا: کیا بات ہے؟ کچھ پیٹ میں درد ہے؟ کیا تکلیف ہے؟ کہا: اللہ کی بندی تو پڑی سو رہی ہے، تو بھی اٹھ جا، چار آنکھیں رونے والی ہو جائیں گی، خدا کے سامنے میں نے امت محمدیہؐ کے خون کی نہریں دیکھی ہیں۔ چنانچہ اسی سال ۱۹۴۷ء کے ہنگامے پیش آئے اتنے مسلمان قتل ہوئے خدا کی پناہ۔

امر غیبی

۱۳۴۴ھ میں دوسرے حج کے لئے حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہمرکابی میں تشریف لے گئے۔ حضرت مولانا فرماتے تھے؛

”کہ مدینہ طیبہ کے قیام کے دوران میں مجھے اس کام (تبلیغ) کے لئے امر ہوا اور ارشاد ہوا، ہم تم سے کام لیں گے۔ کچھ دن میرے اس بے چینی میں گذرے کہ میں ناتواں کیا کرسکوں گا؟ کسی عارف سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا: کہ پریشانی کی کیا بات ہے۔ یہ تو نہیں کہا گیا کہ تم کام کرو گے، یہ کہا گیا ہے کہ ہم تم سے کام لیں گے، بس کام لینے والے کام لے لیں گے۔“

اسے بڑی تسکین ہوئی اور حرمین شریفین میں پانچ مہینہ قیام کے بعد

01 Khutbat-e-Mahmood J-1

۱۳ / ربیع الثانی ۴۵ ھ کو واپسی ہوئی۔

تبلیغی گشت کی ابتداء

حج سے واپسی پر حضرت مولانا نے تبلیغی گشت اور تبلیغی دورے شروع فرمائے کہ عوام میں نکل کر دین کے اوّلیں اصول وارکان (کلمۂ توحید اور نماز) کی تبلیغ کریں۔

خود بھی بڑے بڑے دَورے فرمائے اور دوسروں کو بھی جماعت بنا کر مختلف علاقوں میں بھیجنا شروع فرمایا اور حضرت مولانا کی انتھک مساعی کی وجہ سے ملک بھر میں سلسلۂ تبلیغ شروع ہوگیا اور بہت سے رسوم ورواج ختم ہوئے، باہمی نزاعات کے فیصلے ہوئے اور ہزاروں لاکھوں بندگانِ خدا جو معاصی میں مبتلا تھے اور دین سے ناآشنا تھے توبہ کر کے دیندار بن گئے۔ کتنے چور اور ڈاکوؤں اور جرائم پیشہ لوگوں نے توبہ کی اور کتنے خدا سے ناآشنا لوگ نوافل تک کے پابند اور اخیر شب میں سربسجود ہونے والے اور امت کے لئے گڑگڑا کر اپنے خدا سے مانگنے والے بن گئے۔

دعوت کا انہماک

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں؛

”اس موضوع (احیاءِ دین) کے سوا کئی بات کہنا تو درکنا سننا تک گوارا نہ تھا، اگر کوئی شخص دوسری بات سامنے شروع کر دیتا تو اکثر اوقات برداشت نہ فرما سکتے اور فوراً روک دیتے۔ خدام میں سے کوئی خیریت مزاج پوچھتا تو فرماتے؛

بھئی! تندرستی بیماری تو انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہے، اس میں کیا خیریت اور بے خیریت۔ خیرت تو جب ہے کہ جس کام کے لئے پیدا کئے گئے ہیں وہ کام

ہو اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی روحِ مبارک کو چین ہو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جس حال میں چھوڑا تھا اس میں ادنیٰ تغیر آنے کو بھی وہ خلافِ خیریت سمجھتے تھے۔" (حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ اور ان کی دینی دعوت: ۱۶۶، بحوالہ رسالہ الفرقان ماہ رجب وشعبان ۱۳۶۳ھ)

"کاندھلہ سے کچھ اعزہ عیادت کے لئے آئے، مولانا نے پوچھا؛ کس لئے آئے؟ کہنے لگے؛ آپ کی خیریت دریافت کرنے کے لئے۔ فرمایا؛ جو مٹنے کے لئے بنا ہے اس کی خیریت پوچھنے کے لئے کاندھلہ سے یہاں تک آئے، اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دین عزیز جو مٹنے والا نہیں وہ مٹا جا رہا ہے اور تم اس کی خبر نہیں لیتے۔" (ایضاً: ۱۶۷)

درد و بے قراری

حضرت مولانا علی میاں نور اللہ مرقدہ تحریر فرماتے ہیں؛

"مولانا کا سا درد اور بے قراری دیکھنے میں نہیں آئی، جس شخص نے نہیں دیکھا وہ تصور نہیں کر سکتا، بعض اوقات ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپتے، آہیں بھرتے اور فرماتے: "میرے اللہ! میں کیا کروں؟ کچھ ہوتا نہیں۔" کبھی کبھی دین کے اس درد اور اس فکر میں بستر پر کروٹیں بدلتے اور بے چینی بڑھتی تو اٹھ کر ٹہلنے لگتے، ایک رات والدۂ مولانا یوسف صاحبؒ نے پوچھا: کہ آخر کیا بات ہے کہ نیند نہیں آتی؟ فرمایا: کیا بتلاؤں اگر تم کو وہ بات معلوم ہو جائے تو جاگنے والا ایک نہ رہے دو ہو جائیں۔

بعض اوقات دیکھنے والوں کو ترس آتا اور تسکین دیتے، بعض مرتبہ اس جوش کے ساتھ گفتگو کرتے کہ معلوم ہوتا کہ سینہ میں تنور گرم ہے، حمیتِ اسلامی اور

جذبات کا ایک طوفان برپا ہے، زبان ساتھ نہیں دیتی، اور الفاظ مساعدت نہیں کرتے، بعض مرتبہ پورا درد دل کہنے کے بعد غالب کے مشہور شعر کو بڑی لطیف ترمیم کے ساتھ پڑھتے:

بک رہا ہوں جوش جنوں میں کیا کیا
کچھ تو سمجھے خدا کرے کوئی

کبھی سامعین کے اضطراب اور وحشت کا خیال کر کے خاموش ہو جاتے، لیکن یہ شعر (جو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے بہت خطوط کے آخر میں بار بار لکھا ہے) حسبِ حال ہوتا:

اندکے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم
کہ تو آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

اس کیفیت کو دیکھ کر اندازہ ہوتا کہ انبیاء علیہم السلام کو ان کے زمانہ کے لوگ مجنوں کیوں کہتے تھے؟ اور "لعلك باخع نفسك الا يكونو مومنين" کی تنبیہ کی بار بار ضرورت کیوں پیش آئی تھی۔ اس درد و بے قراری سے عہد سلف کے اولوالعزم اور دردمند انسانوں کے سوز و اضطراب کا اندازہ ہوتا تھا کہ دین کے انحطاط و تنزل اور اپنے زمانہ کی دینی ویرانی کا ان کو کیسا احساس تھا اور دین کی وہ کیا غیرت و حمیت تھی جس نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے بار بار یہ شعر لکھوایا؛

آنچہ من گم کردہ ام گر از سلیماں گم شدے
ہم سلیماں ہم پری ہم اہرمن بگریستے

اور یہ الفاظ ان کے قلم سے نکلے، وا ویلاہ، واحزناہ، وامصیبتاہ، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ محبوب رب العالمین است اتباعِ او ذلیل وخوارند
....

و دشمنانِ او باعزت و اعتبار“

(حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ اور ان کی دینی دعوت: ۲۱۳)

دل کی اس تپش اور حرارت کے ساتھ اور طبیعت کی اس بے چینی اور بیقراری کے ساتھ یہ انہیں کا ظرف وضبط تھا کہ ہنستے بولتے بھی تھے، لوگوں کا اکرام بھی کرتے تھے اور دنیا کے سب کام کرتے تھے، ورنہ یہ شعلۂ جانسوز جس کو برسوں سے سینہ میں لئے ہوئے تھے کسی اور کام کا نہ رکھتا تو تعجب نہ تھا، اور بالآخر اس کے سوز سے شمع کی طرح پگھلتے پگھلتے شب عمر نے سحر کر دی۔

ہمچو شبنم دیدۂ گریاں شدم   تا امین آتش پنہاں شدم
شمع را سوز عیاں آموختم   خود نہاں از چشمِ عالم سوختم

شعلہ ہا آخر زہر مویم دمید
از رگ اندیشہ ام آتش چکید

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب قدس سرہ کی اس بے چینی اور بے کلی کا اندازہ حضرت کے اس خط سے کچھ ہوگا۔ تحریر فرماتے ہیں؛

”میں جناب محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحِ پاک کو اپنی اس اسکیم کے زندہ ہوئے بغیر بے چین پا رہا ہوں۔ اور اس وقت دنیا میں مذہب کی تازگی اور تمام دنیا کی اسلامی مخلوق کی بلاؤں اور آفات کا دفعیہ مجھے کھلی آنکھوں اپنی اس تحریک کی تازگی میں منحصر نظر آ رہا ہے۔“

(حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ اور ان کی دینی دعوت: ۲۹۳)

ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں؛

”اس بات کا ضرور یقین کرنا چاہئے کہ جو شخص اسلام کے مٹنے کا درد لئے ہوئے بغیر مریگا اس کی موت بدترین موت ہے، مذہب کے فروغ سے غفلت

والا اور اپنی ہی لذت اور دنیوی زندگی میں مست رہنے والا قیامت کے دن روسیاہ اٹھے گا۔

میرے دوستو! دین کی کوشش میں لگا ہوا شخص مرنے کے وقت تروتازہ اور حضرت محمد ﷺ کے ساتھ سرخ روئی سے منہ کر سکے گا۔ اور محمدی دین سے غفلت میں مرنے والا روسیاہ اور محمد ﷺ کے سامنے منہ نہ کرنے کے قابل اور بری موت مرے گا، دین کے اندر کوشش حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے درد کا مرہم ہے۔ اتنی بڑی ہستی کے مرہم کا فکر نہ کرنا بڑی جہالت اور سخت بڑی بات ہے۔" (حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ اور ان کی دینی دعوت: ۲۹۴)

۱۱ رجب ۱۳۶۳ھ کو حضرت مولانا قدس سرہ کا وصال ہوا۔

"انا للہ وانا الیہ راجعون"

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

"اس عاجز نے اور غالباً ہر دیکھنے والے نے حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں تین باتیں بہت ہی غیر معمولی درجہ میں دیکھیں؛ (۱) دین کا درد اور فکر۔ (۲) اللہ تعالیٰ پر اعتماد و یقین۔ (۳) معارف وحقائق کا فیضان۔ دین کے درد و فکر کے لحاظ سے ان کا حال بلا مبالغہ اس باپ کا سا تھا جس کا اکلوتا با کمال بیٹا جس سے اس کی بڑی امیدیں اور آرزوئیں وابستہ ہوں، سخت بیمار اور موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا ہو اور اس کی زندگی اور صحت کی فکر نے تمام دوسری فکروں اور ذاتی مسئلوں کو بالکل دبا دیا ہو۔

اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر اور اس کی مدد پر ان کو ایسا اعتماد و یقین تھا گویا قضاو قدر کے فیصلوں کو انہوں نے آنکھوں سے دیکھ لیا ہو۔

اللہ تعالیٰ کے بارے میں، آخرت کے بارے میں، دین کے بارے

میں جب باتیں فرماتے تو اہل علم اور اصحابِ درس بھی محسوس کرتے تھے کہ ان کے قلب پر حکمت کا فیضان ہو رہا ہے اور "ومن یوتی الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا" کی تفسیر سامنے آ جاتی۔

پھر حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ہر دیکھنے والے نے کھلی آنکھوں دیکھا کہ یہ تینوں باتیں دفعتاً حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں آ گئیں۔ اور ان تینوں میدانوں میں وہ بہت تیز رفتاری بلکہ برق رفتاری سے بڑھتے رہے۔"

(سوانح حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ: ۲۰۰)

....

وہابی کیا ہے؟

سائل: کہا جاتا ہے کہ دیوبندی وہابی ہیں۔ کیا ایسا ہی ہے؟ اور یہ رضا خانی اور بریلوی کون ہیں؟

حضرت مفتی صاحب: سنئے وہابی کیا چیز ہے۔

ایک شخص گذرا ہے عرب میں، نام اس کا محمد بن عبد الوہاب اس نے ایک تحریک اٹھائی جس میں ظاہر یہ کیا کہ ہم سنت کا اتباع کریں گے، بدعت کو مٹائیں گے، نافرمانیوں کو ختم کریں گے، چنانچہ ان کے ساتھ بہت سارے آدمی ہو گئے، اور جو شخص بھی یہ بات کہے اس کے ساتھ حسن ظن قائم ہو ہی جاتا ہے۔ اور یہ ایسی بات ہے کہ اگر کوئی شخص آپ کو بھی یہ کہے گا کہ میں بدعتوں کو مٹاؤں گا اور نافرمانیوں کو ختم کروں گا، اور حضور اقدس ﷺ کی سنتوں کو زندہ کروں گا، تو آپ کو بھی حسن ظن قائم ہو گا کہ بہت اچھا کام ہے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اتباع انہوں نے کیا، مگر ان کے پاس علم کم تھا، انہوں نے پڑھا کہ حضور اقدس ﷺ نے بیت اللہ کا طواف اونٹنی پر سوار ہو کر کیا۔ انہوں نے کہا: کہ میں بھی اونٹنی پر سوار ہو کر طواف کروں گا۔ یہی سنت ہے۔ حالانکہ حضور اقدس ﷺ کی شان تو یہ تھی کہ اتنی دیر تک اونٹنی مسجد میں رہی نہ پیشاب کیا، نہ پاخانہ، نہ اپنا لعاب ڈالا، اور انہوں نے جو طواف کیا اپنی اونٹنی پر چڑھ کر۔ اونٹنی نے پیشاب بھی کر دیا، پاخانہ بھی کر دیا، مسجد کو خراب کر دیا، تو ان کے پاس علم کم تھا، اتباعِ سنت کا شوق زیادہ تھا، بعد میں یہ بھی پتہ چلا کہ وہ تو حکومت پر قبضہ کرنا چاہتے تھے۔ اس زمانہ کی حکومت نے ان کو شکست دیدی۔ اور اسی زمانے کی بات ہے کہ ادھر ہندوستان میں دہلی میں حضرت شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ جہاد کی تیاریاں کر رہے تھے۔ حضرت سید احمد شہید، مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ

01 Khutbat-e-Mahmood J-1

وغیرہ نے جہاد کیا۔حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ قافلہ کو لے کر چلے جہاد کیلئے اور جہاد کیا۔کئی لاکھ آدمی ان کے ساتھ تھے۔انگریز کا تازہ تازہ ہندوستان پر تسلط تھا وہ بہت فکر مند تھا کہ کل کو یہ ہمارے ساتھ لڑیں گے، مقابلہ کریں گے، لہٰذا اس نے ان حضرات کو بہت سخت ایذائیں دیں۔تکلیفیں دیں۔

ڈبلو ڈبلو ہنٹر جو صوبہ بنگال کا گورنر تھا، اس نے ایک کتاب لکھی ہے: ''ہمارے ہندوستانی مسلمان'' اس کتاب کا نام ہے۔اصل کتاب تو انگریزی میں ہے، اس کا اردو ترجمہ یہ ہے: اس نے لکھا ہے کہ: ''ہم نے ان کی (مسلمانوں کی) بستیوں کو جلا کر خاکستر کر دیا۔لیکن یہ تو برابر بڑھتے جا رہے ہیں، جہاد کے نام پر ایسا جوش ہے ان کی طبیعتوں میں کہ ہر شخص سر کٹانے کو تیار ہے جہاد کے نام پر۔اور چونکہ کسی قسم کی دنیاوی غرض ان کے سامنے نہیں۔ اس لئے لوگوں پر اثر ان کا بہت ہے۔یہ لوگ رات کو تہجد پڑھتے ہیں، ذکر کرتے ہیں، دن کو مخلوقِ خدا کی خدمت کرتے ہیں، یہ کیفیت ان کی ہے، ہم عوام کو، پبلک کو ان سے ہٹانا چاہتے ہیں تو ہٹا نہیں پاتے۔

تو ہم نے مجبور ہو کر عوام کو ان سے ہٹانے کے لئے یہ تدبیر کی کہ محمد ابن عبدالوہاب جو عرب میں تھا اس کو شکست ہوئی تھی، اس کی فوج بھی ختم ہوگئی تھی اور وہ بہت بدنام بھی ہوا تھا کہ قبروں کو توڑتے ہیں، زیارتِ قبور کو منع کرتے ہیں اور حضور اقدس ﷺ کے روضۂ اقدس کی زیارت کو منع کرتے ہیں۔ان کے متعلق یہ پروپیگنڈہ جب ہندوستان میں پھیلا تو ہم نے مجبوراً ان (مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ مسلمانوں) کا رشتہ ان (محمد بن عبدالوہاب وغیرہ) سے جوڑ دیا اور مشہور کیا کہ یہ وہی پٹے ہوئے مہرے ہیں جو عرب میں تھے اب ہندوستان میں آئے ہیں۔اور یہ مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے متعلق پھیلایا۔

پس یہ وہابی کا لقب دینے والا ہمارے علماء کو انگریز ہے حالانکہ محمد بن عبدالوہاب

01 Khutbat-e-Mahmood J-1

سے نہ ہمارا کوئی تعلق استاذی شاگردی کا ہے کہ ہم نے ان سے پڑھا ہو وہ ہمارے استاذ ہوں، نہ وہ ہمارے پیر نہ مقتدا، ہم یہاں کے رہنے والے وہ وہاں کے، وہ یہاں ہمارے پاس نہیں آئے، اور ہم وہاں ان کے پاس نہیں گئے، ہمارا ان کا کوئی رابطہ نہیں۔ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب لکھی ''الشہاب الثاقب'' اس میں بہت سے مسائل لکھے کہ ہمارا ان سے (وہابیوں سے) اختلاف ہے ان مسائل میں۔ لہٰذا ہم کو ان کی طرف منسوب کرنا ٹھیک نہیں غلط ہے۔

اب یہ کیفیت ہے کہ دنیا بھر کی گالیاں ایک طرف اور وہابی کا لفظ ایک طرف۔ وہابی کہدیا اس کے معنی یہ ہوئے کہ حضور اقدس ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کرتا ہے۔ اولیاء اللہ کو نہیں مانتا۔ قبروں کی زیارت کو منع کرتا ہے۔ ساری باتیں اس ایک لفظ کے اندر، فاسق کہا جائے فاجر کہا جائے وہ اتنا سخت نہیں جتنا وہابی کا لفظ سخت ہے۔ ہم بار بار براءت کر رہے ہیں ڈیڑھ سو دو سو سال ہو گئے براءت کرتے ہوئے کہ ہمارا کوئی تعلق محمد بن عبد الوہاب سے نہیں ہے۔

رضاخانی یا بریلوی......حسام الحرمین اور براہین قاطعہ

مگر اسی زمانے میں مولانا احمد رضا خاں صاحب ۱۳۲۳ھ میں گئے ہیں بریلی سے حجازِ مقدس۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب یوپی کے شہر بریلی کے رہنے والے ہیں اس لئے ان کو بریلوی کہتے ہیں اور ان کا ساتھ دینے والوں کو بریلوی اور رضاخانی بھی لوگ کہتے ہیں۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب ایک کتاب لکھ کر لے گئے۔ اس کتاب کا نام ''حسام الحرمین'' ہے۔ اس میں بتلایا گیا کہ ہندوستان کا حال بہت تباہ ہو رہا ہے۔ وہاں ایک مرزا قادیانی ہے جو لوگوں کو قادیانی بنا رہا ہے۔ ایک سر سید ہے جو لوگوں کو دہریہ بنا رہا ہے۔ اور ایک رشید احمد گنگوہی ہے جو لوگوں کو بد دین بنا رہا ہے۔ یہ سب ایک ہی لائن کے آدمی ہیں۔ آج

مسلمانوں کے دین کے سنبھالنے کا دارومدار آپ لوگوں کی تحریر پر ہے۔لہٰذا اس پر دستخط کردو۔ ہمارے بزرگوں کی عبارتوں کو توڑ مروڑ کر کچھ کا کچھ کر کے پیش کیا، ان کے سامنے اور وہاں کے بہت سے علماء دھوکہ میں آ گئے اور انہوں نے دستخط کر دیئے۔

اسی زمانے میں حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ بھی وہیں تھے حجاز مقدس میں۔ انہوں نے اٹھائیس سوالات لکھ کر بھیجے سہارنپور حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس، ان ہی مسائل سے متعلق جو حسام الحرمین میں لکھے تھے۔مولانا نے خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عربی میں ان کے جوابات لکھے اور بہت سارے علماء کے اس پر دستخط کرائے۔ مولانا عاشق الٰہی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ اس کو لے کر گئے حجازِ مقدس۔وہاں سے شام گئے۔وہاں کے علماء سے بھی اس پر دستخط کروائے۔تو جن علماء نے اس سے پہلے حسام الحرمین (مولانا احمد رضا خاں کی کتاب) پر دستخط کئے تھے ان کے سامنے پیش کیا، تو انہیں بڑا افسوس ہوا کہ ہمیں دھوکہ دے کر یہ کیا گیا کہ دستخط کرائے گئے تھے۔حالانکہ یہ لوگ (علماءِ دیوبند) تو بڑے اللہ کے ولی ہیں، بڑے متبع سنت لوگ ہیں وہ جن کو وہابی کہہ کر آج یہ بدنام کر رہے ہیں۔

حضرت فقیہ الامت قدس سرہ کی
حضرت مولانا عبدالقادر طرابلسی قدس سرہ سے ملاقات

میری خود ملاقات ہوئی ایک صاحب سے نام ان کا مولانا عبدالقادر طرابلسی۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا: کہ ہندوستان میں ایک مولوی احمد رضا اور ایک جماعت علماء دیوبند تھی۔ان میں آپس میں اختلاف تھا۔اب کیا حال ہے ان کا؟ میں نے کہا: آپ طرابلس کے رہنے والے، آپ کو کیا خبر ہے اس کی؟ آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ انہوں نے کہا: کہ مولوی احمد رضا خاں یہاں آئے تھے اور انہوں نے مجھ سے خود کہا تھا، کتاب لکھ کر لائے تھے، کہا تھا کہ اس پر دستخط کردو، میں نے ان سے یہ کہا تھا کہ بھئی یہ کتابیں تو اردو میں ہیں۔میں اردو تو

جانتا نہیں میں کیسے دستخط کردوں بغیر سمجھے۔ تو انہوں نے یوں کہا: کہ میں اس کا ترجمہ عربی میں کئے دیتا ہوں۔ میں نے کہا: کہ آپ تو مدعی ہیں خود۔ آپ کا ترجمہ معتبر کیسے ہوگا؟ مگر انہوں نے میرے ایک شاگرد کو پکا کرلیا۔ شاگرد کو انہوں نے سمجھایا۔ شاگرد نے مجھے سمجھایا تو میں نے یہ عبارت لکھی کہ اگر یہ عبارات واقعی ان حضرات کی ہیں جن کا نام لیا ہے اور ان کا یہی مطلب ہے جو یہ بیان کر رہے ہیں۔ آگے پیچھے سے ملا کر مطلب نہیں بدل جاتا تو یہ عبارات کفریہ ہیں ان کا لکھنے والا کافر ہے۔ اور انہوں نے سب کو ایک لائن میں شمار کیا۔ مولانا رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اور مرزا غلام احمد قادیانی کو اور سرسید احمد خاں کو، سب کی عبارتیں نقل کیں، قادیانی کی سرسید کی اور یہ کہا: کہ یہ سب ایک ہی لائن کے آدمی ہیں۔ اور پھر ان کو اتنا بدنام کیا اتنا بدنام کیا مولوی احمد رضا خاں صاحب نے کہ دنیا بھر میں پھیلا دیا۔ رسالے لکھ لکھ کر چھاپ چھاپ کر۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے پاس فتویٰ قلمی لکھا ہوا ہے۔ مولانا رشید احمد صاحب کا کہ خدا جھوٹ بولتا ہے۔ اور یہ کہا: کہ آج تک اس کی تردید شائع نہیں کی حالانکہ فتاویٰ رشیدیہ میں دیکھ لیجئے، مولانا رشید احمد صاحب نے جو لکھا وہ یہ ہے کہ جو شخص کہے یا اعتقاد رکھے کہ خدا جھوٹ بولتا ہے وہ قطعاً کافر ہے، ہرگز مسلمان نہیں، وہ یہ فرماتے ہیں انہوں نے یہ لکھا، نقل کیا ان کی طرف سے۔

حیات النبی ﷺ سے متعلق مغالطہ

مناظرے میں بیان کرتے ہیں کہ دیکھو وہابی لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ مرکرمٹی میں مل گئے، یہ ان کا عقیدہ ہے، حالانکہ فتاویٰ رشیدیہ میں لکھا ہے:

> **''سوال: زید یہ کہتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ مرکرمٹی میں مل گئے، یہ اس کا عقیدہ صحیح ہے یا نہیں؟''**

جو سوال تھا سوال کرنے والے کا اس کو مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کی طرف

منسوب کیا کہ انہوں نے فتاویٰ میں یہ لکھا ہے۔حالانکہ وہ عبارت سوال کی ہے مولانا کی نہیں۔مولانا نے جو جواب دیا وہ یہ ہے کہ اگر اس کا مطلب یہ ہے کہ

”وفات کے بعد حضور اقدس ﷺ کو قبر میں مٹی میں دفن کیا گیا تو یہ بات صحیح ہے۔اور اگر یہ مطلب ہے کہ وہ مٹی بن گئے تو یہ بات غلط ہے۔حضرت نبی کریم ﷺ کا جسم ہمیشہ محفوظ رہتا ہے اس کو مٹی نہیں کھا سکتی۔“

براہین قاطعہ میں یہ لکھا ہے کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور عالم الغیب ہیں کہ دیکھو انبیاء کو وہاں عالم الغیب مان رہے ہیں۔حالانکہ یہ غلط ہے براہین قاطعہ میں یہ نہیں بلکہ براہین قاطعہ میں یوں لکھا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور عالم غیب میں اللہ تعالیٰ کی اجازت سے آتے جاتے ہیں۔انہوں نے ”عالَم غیب میں“ کو ”عالِم غیب ہیں“ بنا دیا۔عالم میں لام کے زبر کو زیر سے بدل دیا اور میں کو ہیں بنا کر بات ختم کر دی۔چنانچہ مناظرہ میں اس کی نوبت آئی تھی۔

ہم نے کہا: شرم نہیں آتی، ڈوب کے نہیں مرا جاتا کہیں، پانی نہیں ملتا ڈوب کر مرنے کے لئے کیا براہین قاطعہ میں یہی لکھا ہے، جو پڑھ رہے ہو ان کو دکھلایا۔

عقائد علمائے دیوبند

سائل: علماء دیوبند کے عقائد کیا ہیں؟

مفتی صاحب: وہی دیکھئے اٹھائیس سوالات جو بھیجے تھے،اس کے جوابات عربی میں لکھے تفصیل اس میں ہے۔اس کتاب کا نام ہے ”التصدیقات لدفع التلبیسات“ اور پھر اس کا اردو میں ترجمہ کر کے بھی شائع کیا گیا۔اس کا نام ہے ”عقائد علمائے دیوبند“،جو عقیدہ جس کے متعلق پوچھنا ہے پوچھئے میں بتاؤں گا۔

01 Khutbat-e-Mahmood J-1

عجیب واقعات

سائل: یہاں بدعات تو جہالت کی وجہ سے تھیں لیکن اب کچھ رضاخانی آ رہے ہیں۔

حضرت: جی! اس واسطے کہ وہاں سے ان کا پتہ کٹ رہا ہے۔ ان کو کوئی جگہ تو چاہئے جینے کے لئے۔

کتابیں منگائیے جن کتابوں پر وہ اعتراضات کرتے ہیں۔ علماء دیوبند کی وہ کتابیں منگائیے۔

تحذیر الناس کی ایک عبارت پر اعتراض اور اس کا جواب

مثلاً ایک اعتراض کیا مناظرہ میں کہ ''تحذیر الناس'' میں مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا لکھا ہے۔ میں نے کہا: کس گنبد میں آپ آرام فرما رہے ہیں۔ ایک صدی سے زائد کا زمانہ گذر چکا ہے اس کا جواب چھپے، شائع ہوئے وہ آپ نے نہیں دیکھا۔

کہنے لگے: یہ تو ایسا ہو گیا جیسے کہ کوئی کسی لڑکے کو جوتا مار دے اور وہ کہے کہ میں ابا سے شکایت کر دوں گا۔ ایسا ہی ہو گیا ہے۔

میں نے کہا: بالکل صحیح سمجھا آپ نے۔ اول تو وہ کمینہ نہایت بزدل نالائق ہے جو اپنے سے کمزور لڑکے کو جوتا مار دے۔ کمینہ ایسی حرکت کیا کرتا ہے۔ کچھ بہادری ہے تو اپنے برابر والے کا مقابلہ کر کے دیکھے تو چھٹی کا دودھ یاد آ جائیگا۔ اور جس بچے کے سر پر باپ موجود ہے وہ تو یہی کہدیگا کہ ابا سے شکایت کردوں گا اور جو بغیر باپ کا ہو وہ کس سے کہے گا، اماں سے کہے گا باپ تو ہے نہیں کس سے شکایت کروں۔ باپ تو حق تعالیٰ کی نعمت ہے۔ اب بس یہ الزام دیتے پھرتے ہیں کہ علماء دیوبند کو حضور اقدس ﷺ سے عشق نہیں ہے۔ خود کو اہل سنت کہتے ہیں۔ غلط فہمیاں پھیلاتے پھرتے ہیں۔

....

ایک رضاخانی کی تقریر

ایک جگہ سات آٹھ نو آدمی تبلیغی جماعت والے، وہاں مولانا احمد رضا خاں صاحب کے ایک شاگرد آئے۔انہوں نے تقریر کی، ایسی آگ برسائی تقریر میں کہ اللہ کی پناہ۔سب لوگ دشمن ہو گئے ان تبلیغ والوں کے، ان کا گھر سے نکلنا دشوار ہو گیا۔اور بات یہی کہی کہ یہ حضور اقدس ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے ہیں۔توہین کرتے ہیں۔

مولانا منظور صاحب اور مولانا حشمت علی صاحب کا مناظرہ

حضرت مولانا منظور صاحب نعمانی سے مناظرہ تھا، مولانا حشمت علی کا۔مولانا حشمت علی نے کہا: کہ تم نے گستاخی کی، تم نے توہین کی رسول اللہ ﷺ کی، تم توہین کرتے ہو، ایک دفعہ کہا، دو دفعہ کہا، تو حضرت مولانا منظور صاحب نے کہا: کہ بے غیرت تجھے شرم نہیں آتی، تیرے سامنے رسول اللہ ﷺ کی توہین کی جارہی ہے تو سلامت بیٹھا ہے تجھ سے مرا کیوں نہیں جاتا، تو میرے سامنے توہین کر کے دیکھ ابھی تیرے پیٹ میں چاقو مار دوں گا۔کیا یہی محبت اور عشق ہے کہ تیرے سامنے توہین کی جارہی ہو اور تو بیٹھا مزے سے پان کھا رہا ہے۔

حضرت فقیہ الامت نور اللہ مرقدہ کی عشاء کے بعد سے فجر تک تقریر

یہ دعویٰ تو بہت آسان ہے دوسروں کو کہدینا بہت آسان ہے کہ تو نے توہین کی۔تو وہاں تبلیغی جماعت والوں کا نکلنا بند ہو گیا گھروں سے مجھے، اطلاع کی گئی میں نے کہا: اچھی بات ہے تم اعلان کراؤ دیہات میں سب جگہ آس پاس کہ ایک وہابی کی تقریر ہو گی، اور دیکھو وہابیوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ حضور اقدس ﷺ کو گالیاں دیتے ہیں اور اگر ان سے

کہا جاتا ہے کہ تم گستاخی کرتے ہو تو منکر ہو جاتے ہیں۔

دو ہفتے تک اعلان ہوا اس کے بعد میں گیا۔ گرمیوں کا زمانہ، کھلے ہوئے میدان میں جلسہ تھا کوئی پنڈال وغیرہ نہیں تھا، عشاء کی نماز کے بعد تقریر شروع ہوئی، اسمیں بتایا: کہ حضور اقدس ﷺ کے حقوق کیا ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیسے وہ حقوق ادا کئے، تابعین نے کیسے ادا کئے۔ ائمہ مجتہدین نے کیسے وہ حقوق ادا کئے، ہمارے اکابر نے کیسے ادا کئے۔ حضرت رسول اکرم ﷺ کا ذکر مبارک تو اتنا ہے کہ ساری زندگی ختم ہو جائے تو ختم نہ ہو۔ یہ بیان کیا اور اپنے اکابر کا نام لے کر بیان کیا کہ فلاں نے یہ خدمت کی فلاں نے یہ خدمت کی، فجر کی اذان تک تقریر کی، اور اڑتالیس میل تک کے علاقے کے لوگ لاٹھیاں لے کر آئے تھے کہ آج اس وہابی کی ہڈیاں توڑ دینی ہیں جو حضرت رسول اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کرے گا۔ اذان تک تقریر کی۔ اذان پر وہ لوگ یہ کہہ کر اٹھے کہ بھئی اگر یہ وہابی ہے تو آج سے ہم بھی وہابی ہیں۔

پھر ان پیر صاحب کو اطلاع کی کسی نے کہ ایک وہابی آیا تھا اس نے ساری فضا خراب کر دی یہاں کی۔ وہ پیر صاحب آئے اور جوان کا سب سے بڑا مرید تھا جس کے یہاں ٹھہرتے تھے جس کے ذریعہ سے انتظام ہوتا تھا جلسے کا، ان کے مکان پر آئے، اس نے کھڑے ہو کر تعظیم وتکریم کی کہ آئیے تشریف لائیے اور آتے ہی یہ کہا: کہ آپ میرے پیر صاحب ہیں میں آپ کا مرید ہوں میں نے آپ کی بیعت فسخ نہیں کی، آپ تشریف لائیں گے، آپ کے لئے ٹھہرنے کا انتظام کروں گا، بستر ے کا انتظام کر دوں گا، اور جب آپ رخصت ہوں آپ کے لئے سواری کا انتظام کروں گا لیکن ایک درخواست ہے، آپ اگر چاہیں کہ آپ کی تقریر ہو تو تقریر آپ کی نہیں ہو سکتی۔ اسی کے انتظام سے تقریر ہوا کرتی تھی، تو وہ قصہ ختم ہوا۔

....

01 Khutbat-e-Mahmood J-1

حضرت فقیہ الامت نور اللہ مرقدہ کی مشغولی

اس واسطے ہم لوگ تو اپنے کام میں اتنے لگے ہوئے ہیں کہ ہمیں فرصت نہیں ملتی، ڈاک کا گڈا کا گڈا سامنے رکھا ہوتا ہے ان کے جوابات لکھوانے، سبق پڑھانا، مسائل بتانے اتنی مشغولیت کہ اس کی وجہ سے فرصت نہیں ملتی۔

میرا معمول ہمیشہ سے یہ تھا کہ عید کی نماز پڑھ کر ہمیشہ اپنے گھر جایا کرتا تھا، بچیوں سے ملنے کے لئے، اب کے موقع نہیں ملا، ۲۷؍شوال تک موقع نہیں ملا گھر جانے کا۔ پھر میں ستائیس کو گیا اس طریقہ پر کہ ۲۷؍کو فجر کی نماز دیوبند سے پڑھ کر گیا اور ۲۷؍کو ظہر کی نماز دیوبند آ کر پڑھی، گیا تھوڑی دیر ٹھہرا۔

تبلیغی جماعت کے بارے میں غلط فہمی

ہوڑہ میں ان حضرات نے کانفرنس کی، ستاون ہزار روپیہ اس کے لئے چندہ کیا، ان بریلوی حضرات نے تقریریں کیں، جو بڑے بڑے مقرر تھے ان کو بلایا، ایک صاحب نے کہا: تبلیغی جماعت کو کوئی نہیں جانتا دنیا میں، یہ بیس پچیس آدمی محلہ کولوٹولہ کے رہنے والے، اس مسجد سے اس مسجد میں چلے گئے، اس محلے سے اس محلے میں آ گئے، کسی کو نیچا نیچا کرتا پہنا دیا کہ یہ عرب کا ہے بھائی، یہ بیس پچیس آدمی ہیں ان سے بے فکر رہنا۔

یہ اللہ تعالیٰ کے بندے کہاں تک جھوٹ بولیں گے، کوئی حد ہے جھوٹ کی، کیا ساری روئے زمین پر جو تبلیغی آدمی ہیں وہی بیس پچیس آدمی ہیں جو کلکتہ میں ہیں اور کہیں کوئی نہیں جانتا، اتنے بڑے بڑے اجتماعات ہوتے ہیں۔ اللہ الصمد کا پلٹ ہوگئی۔ لوگوں کے حالات بدل گئے، زندگیاں بدل گئیں۔ کتنے لوگ ایسے تھے جو حج کے لئے جاتے تھے ان کو گھڑی کا نرخ معلوم ہوتا تھا، مگر یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ حج کیسے کرتے ہیں۔

01 Khutbat-e-Mahmood J-1

ہر جگہ ان (تبلیغی) حضرات نے جا کر حج کا طریقہ بتلایا، سکھلایا، صحیح طریقے پر حج کرنے کی ترکیبیں بتلائیں۔

وہاں (ہوڑہ میں) ایک بڑے پیر صاحب تھے، ان پیر صاحب کے مریدین سب کے سب تبلیغ میں آ گئے۔ پیر صاحب کو پتہ چلا، آئے، ان کو (مریدین کو) بلوایا، بلا کر ڈانٹا: خبیثو! مردودو! ملعونو! تم بھی مرتد ہو گئے، کافر ہو گئے، الیاسی ہو گئے، تبلیغی ہو گئے، جب وہ سب کچھ کہہ چکے تب ایک صاحب نے عرض کیا: کہ

حضرت! ہم کچھ نہیں جانتے، ان (تبلیغی لوگوں) کے عقائد کیسے ہیں؟ ہم تو اتنا جانتے ہیں کہ انہوں نے ہمیں اللہ تعالیٰ کے گھر کا راستہ بتایا، مسجد میں جانے کا کہ نماز پڑھا کرو۔ اور حضرت! آپ کی خدمت میں ہم حاضر ہو کر نذرانہ بھی پیش کرتے ہیں، گالی تو ضرور سنی، لیکن کبھی نہیں سنا آپ کی زبانِ مبارک سے کہ نماز بھی پڑھا کرو۔ ہم کچھ نہیں جانتے تبلیغ والوں کہ وہ کیسے ہیں؟ بس اتنا جانتے ہیں کہ انہوں نے نماز پڑھنے کے لئے کہا۔ خدا کے گھر کا راستہ بتا دیا۔

یہ حالات ہیں، بڑی بڑی ان کی خانقاہیں ہیں۔ جہاں اگر کوئی دیوبندی داخل ہو جائے تو بس برا حال ہوتا ہے۔

بریلوی صاحب کا دیوبندی کے مسجد میں آنے سے مسجد دھلوانا

کانپور میں ایک صاحب اپنی مسجد کی دیوار پر بیٹھے ہوئے تھے (وہاں کے بڑے مفتی اعظم) ایک طالب علم سڑک سے گذر رہا تھا، سڑک کے کنارے یہ مسجد تھی، اس طالب علم نے دیکھا: کہ کوئی صاحب (بزرگ) بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ مسجد میں چلا گیا، چل کے مصافحہ کیا، اس (مفتی اعظم صاحب) نے پوچھا: کون ہو تم؟ کہا: (طالب علم نے) سہارنپور مدرسہ مظاہر علوم کا طالب علم ہوں، ہاتھ جھٹک دیا فوراً (مفتی اعظم صاحب نے) مؤذن کو آواز دی کہ

01 Khutbat-e-Mahmood J-1

دیکھو کون کتا گھس آیا مسجد میں، نکالو اس کو یہاں سے۔

مسجد میں کوئی دیوبندی چلا گیا تو اس مسجد کو پاک کراتے تھے کہ مسجد ہی ناپاک ہوگئی۔ خود سب کچھ کرتے رہیں، ہمیں کیا؟ وہ جانیں ان کے اعمال جانیں، مگر یہ حال ہے۔

اگالدان کا نام دیوبند

مولانا حشمت علی صاحب (مولانا احمد رضا خاں کے خلیفہ) کی ایک جگہ پر تقریر ہو رہی تھی لاؤڈ اسپیکر پر۔ آواز مجھ تک بھی آ رہی تھی، تقریر کرتے کرتے ان کو کھانسی آئی، کہا: لاؤ نا دیوبند۔ اگالدان (وہ برتن جس میں تھوکتے ہیں) لایا گیا۔ اس کے بعد اس میں تُھو کر کے زور سے تھوکا۔ اس اگالدان کا نام دیوبند رکھا۔

بریلویوں کے یہاں دیوبند و تھانہ بھون

ایک جگہ پر جانا ہوا وہاں ایک مکتب تھا، مدرسہ تھا ان (بریلوی) لوگوں کا۔ دیکھا: کہ ایک جگہ پر لکھا ہوا ہے جلی قلم (موٹے) سے، دیوبند، اور ایک جگہ پر لکھا ہوا تھا، تھانہ بھون۔ یہ کیا؟ معلوم ہوا کہ ایک پاخانہ ہے اور ایک پیشاب خانہ ہے۔ بچہ جب استاذ سے پوچھتا ہے کہ میں پاخانہ کیلئے جاؤں، پیشاب کیلئے جاؤں تو اس طرح (پاخانہ پیشاب کہہ کر) نہیں پوچھتا بلکہ یہ کہتا ہے کہ میں دیوبند جاتا ہوں، میں تھانہ بھون جاتا ہوں۔

(دیوبند کا لفظ تو ظاہر ہے۔ تھانہ بھون میں حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ قیام فرماتے تھے۔)

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق فریب دہی

کانپور میں ایک صاحب نے کہا: کہ میں پہلے مولانا حشمت علی صاحب

(خلیفہ مولانا احمد رضا خاں) سے بیعت تھا۔ اور مجھے انہوں نے بتا رکھا تھا، مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کہ (العیاذ باللہ) ان کا چہرہ خنزیر جیسا ہوگیا ہے۔ اس لئے ہر وقت وہ (حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ) چہرے پر پردہ ڈالے رکھتے ہیں۔ کسی کو دکھلاتے نہیں۔ (ایسا اس لئے ہوگیا ہے) کیونکہ وہ حضور اقدس ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے ہیں۔

تو مولانا (اشرف علی تھانویؒ) کانپور تشریف لائے، اس شخص نے کہا: کہ میں قصداً دیکھنے کیلئے آیا کہ ان کے چہرے پر پردہ پڑا ہوا ہے یا نہیں۔ آ کے دیکھا مجلس میں (حضرت تھانویؒ) بیٹھے ہیں کوئی پردہ نہیں ہے۔ نورانی چہرہ، بڑا خوبصورت، انکی (حضرت تھانویؒ کی) صورت دیکھتے ہی میری زبان سے اپنے پیر کے متعلق لعنت نکلی کہ خدا تم پر لعنت کرے، تم نے مجھے اب تک دھوکے میں رکھا، پھر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوا۔

ایک عورت کا خواب

ایک عورت پہلے مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی سے بیعت تھی۔ اس کے بعد حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئی۔ اس نے اپنا خواب لکھا (حضرت تھانویؒ کو): کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب یوں کہہ رہے ہیں کہ اشرف علی یوں کہتا ہوگا کہ احمد رضا خاں بڑا بدمعاش تھا۔

مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ الحمد للہ میں نے کبھی یہ لفظ نہیں کہا۔ میں اپنی زبان کیوں خراب کروں۔

ہمارے بزرگوں کا تو یہ طریقہ کہ کیوں اپنی زبان کو خراب کیا، کیوں کسی کو برا کہا؟ اتنی دیر کسی کو گالی دینے یا برا کہنے کے بجائے اپنا کام کرنا چاہئے۔

....

بیان القرآن اور حضور اقدس ﷺ کی بشارت

خواب میں دیکھا ایک صاحب نے: کہ حضور اکرم ﷺ تشریف فرما ہیں، کسی آیت کا مطلب اس (خواب دیکھنے والے) نے حضور اقدس ﷺ سے پوچھا۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ''بیان القرآن) میں دیکھو۔ بیان القرآن تفسیر ہے مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی لکھی ہوئی۔

انہوں نے یہ خواب مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا، تو مولانا تھانوی ؒ نے فرمایا: ع

بریں مژدہ گر جاں برفشانم رواست

کہ اس خوشخبری پر اگر میری جان بھی قربان ہو تو ٹھیک ہے۔ پھر ساری رات نہیں لیٹے بلکہ اس خوشخبری کے شکریہ میں پوری رات برابر درود شریف پڑھتے رہے۔

بزرگوں کا حوصلہ

اور دیکھئے حوصلہ کتنی بلند بات ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بھئی! مولانا احمد رضا خاں صاحب ہم لوگوں کو برا کہتے ہیں۔ غصہ ہے ان کو شاید وہ یہی سمجھتے ہوں کہ ہم گستاخی کرتے ہیں حضور اقدس ﷺ کی شان میں۔ اس وجہ سے وہ غصہ کرتے ہیں، یہ جذبہ اللہ کے یہاں بڑا قابل قدر ہے۔ کیا بعید ہے کہ یہی جذبہ ان کے لئے ذریعہ نجات بن جائے۔

اگرچہ یہ بات (کہ ہم حضور اقدس ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے ہیں) بالکل غلط ہے۔ ہم حضور اقدس ﷺ کی شان میں گستاخی نہیں کرتے۔ لیکن جس شخص کو وہ یہ سمجھیں کہ وہ گستاخی کرتا ہے۔ اس شخص کے متعلق غصہ ہونا ہی چاہئے۔

وہ اس چیز کو ان کے لئے ذریعہ نجات تجویز کرتے ہیں اور یہ (اعلیٰ حضرت بریلوی صاحب) بڑی سے بڑی عبادتوں کو بھی ذریعہ نجات تجویز کرنے کے لئے تیار نہیں۔

چند مزید واقعات

بعض بریلویوں کی حضرت فقیہ الامت نور اللہ مرقدہ سے سفر حج میں ملاقات

بمبئی کے قریب ایک جگہ بھیونڈی ہے۔ وہاں بھی ایک سال مناظرہ کی ٹھن گئی تھی، مولانا ارشاد صاحب مرحوم (مبلغ دارالعلوم دیوبند) کے ساتھ۔ مجھے اسی سال حجازِ مقدس جانا تھا۔ وہاں کے چند لوگ بھی حجاز جانے والے تھے۔ ایک ہی جہاز میں ہم اور وہ لوگ بیٹھ گئے۔ کھاتے پیتے ساتھ تھے، کسی قسم کی کوئی اختلافی بات نہیں ہوتی تھی، مکہ مکرمہ گئے، پندرہ رمضان تک وہاں رہے۔ اس طرح سے کہ ہر روز تراویح کے بعد ہم لوگ حضرت شیخ (مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ) کی ہمرکابی میں تنعیم جاتے تھے وہاں سے احرام باندھ کر آتے تھے، عمرہ کرتے تھے، پھر حلال ہو جاتے تھے، اس واسطے چودہ عمرے اس رمضان میں ہو گئے، اس کے بعد مدینہ شریف گئے، آدھا رمضان وہاں گذارا، مدینہ طیبہ میں مسجد نبوی میں صف اوّل میں بڑی جماعت قرآن پاک کی تلاوت میں مشغول رہتی تھی، زیادہ وقت ان کا تلاوت میں گذرتا تھا۔ میں نے اس شخص کو دکھلایا کہ دیکھو یہ سب دیوبندی بیٹھے ہوئے ہیں۔ کیا یہ سب گستاخانِ رسول ﷺ ہیں؟ ان میں سے کسی کو حضور اقدس ﷺ کے ساتھ محبت نہیں۔ وہ شخص رو پڑا کہ ہمیں اندھیرے میں رکھا ہمارے بڑوں نے، اتنی برائیاں کیں دیوبندیوں کی ہمارے سامنے کہ ان کے نام سے نفرت ہوگئی۔

بس اس کے بعد اس کے سب حالات درست ہو گئے، داڑھی بھی اس نے رکھ لی، دیر تک خط و کتابت بھی رہی۔

....

01 Khutbat-e-Mahmood J-1

مسلمان دین کے اعتبار سے کتنا ہی کمزور ہو بے عقل ہو لیکن حضرت نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کو برداشت نہیں کرسکتا۔ پھر جب دیوبندیوں کا تعارف اس طرح سے کرایا جائے کہ یہ لوگ حضور اقدس ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے ہیں تو کس مسلمان کے دل میں غضب اور غصہ پیدا نہیں ہوگا۔

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نور اللہ مرقدہ کے قافلہ کا بمبئی میں قیام

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے حجازِ مقدس جانے کا ارادہ کیا، بڑا قافلہ ساتھ تھا، بمبئی میں ان کو ٹھہرنے کے لئے جگہ نہیں ملی، آبادی سے باہر ایک جگہ کو کرایہ پر لے لیا، آسانی سے وہاں شامیانہ تان کر ٹھہرے، کئی روز ٹھہرنا تھا جہاز کے انتظار میں، ہر طرف شور ہوا کہ وہاں وہابی ٹھہرے ہوئے ہیں۔ بریلوی لوگ بھی آتے تھے دیکھنے کے لئے، کچھ لوگ دور سے دیکھتے تھے کچھ لوگ پاس آ کر دیکھتے جاتے تھے، کہتے تھے بھئی دیکھتے ہو کہا جاتا ہے کہ یہ وہابی ہیں، یہ تو بڑے اچھے ہیں، کوئی تلاوت میں مشغول ہے کوئی تسبیح پڑھ رہا ہے کوئی دعا کر رہا ہے کوئی رو رہا ہے۔

بنیا وہابی

پشاور کا واقعہ ہے کہ ایک امام صاحب مسجد میں نماز پڑھانے کے لئے آئے، مسجد کے قریب ایک ہندو بنئے کی دوکان تھی۔ امام صاحب اس سے سودا خریدتے تھے، زیادہ تر ادھار لیتے تھے، سامان لیتے تھے، سامان لیتے رہے، قرضہ بہت ہوگیا امام صاحب پر۔ تو اس بنئے نے امام صاحب کو کچھ سخت بات کہدی کہ میرے پیسے نہیں دیتے کھاتے رہتے ہیں۔ امام صاحب نے مسجد میں اعلان کردیا کہ (ہندو) بنیا وہابی ہوگیا۔ بس کیا تھا سب نے اس کا بائیکاٹ کردیا۔ سامان خریدنا چھوڑ دیا۔ ان لوگوں کے ساتھ پہلے اس کے تعلقات بہت اچھے

تھے، ہنستے کھیلتے تھے اس کے ساتھ، اب اس کے ساتھ ان میں سے کوئی بات بھی نہیں کرتا تھا، وہ سوچنے لگا کہ کیا بات ہوئی؟ اس نے کسی سے پوچھا: تو اس نے کہا: کہ تو تو وہابی ہوگیا۔ بنئے نے پوچھا: وہ کیا ہوتا ہے؟ اس نے کہا: ارے تو کیا سمجھے گا کہ وہابی کیا ہوتا ہے؟ ترکیب میں بتاؤں، امام صاحب سے کہنا آپ تو آتے نہیں کیا بات ہے؟ پیسے نہیں ہیں دینے کے لئے نہ سہی، پھر سہی سودا تو لیجئے، پیسے کی ضرورت ہے تو وہ بھی لیجئے۔ بنئے نے ایسا ہی کیا، اب امام صاحب نے اعلان کیا کہ اس نے (بنئے نے) وہابیت سے توبہ کی۔ اب یہ وہابی نہیں رہا۔ پھر لوگوں نے حسب سابق سامان خریدنا شروع کر دیا۔

چائے کی تواضع سے بدعتی میں تبدیلی

کانپور میں ایک شخص بہت بڑا بدعتی تھا۔ حوض کے اس کنارے پر میں اور دوسرے کنارے پر وہ وضو کر رہا تھا۔ کسی شخص نے اس سے کہا: کہ یہاں اس مسجد میں حدیث کی کتاب سنائی جاتی ہے۔ آپ تشریف نہیں لاتے، کہنے لگے میں تو نہیں سن سکتا، میں کیسے آؤں، میرے نزدیک تو یہ مسلمان ہی نہیں ہیں۔ میں نے بھی یہ الفاظ سنے اور مجھے سنانے کے لئے ہی اس نے کہے تھے۔

میں ایک روز ہوٹل میں چائے پینے کے لئے گیا۔ وہاں وہ بھی تھے، میں نے ہوٹل والے سے کہا: بھئی! حلوا لاؤ چائے لاؤ۔ اور ان کی تواضع کی، انہوں نے ہلکا سا انکار کیا، اس کے بعد شریک ہو گئے، بس میری ساری دیوبندیت، وہابیت، کفریت ختم ہوگئی۔

ایک روز مسجد میں امام صاحب موجود نہیں تھے، تو مجھ سے کہا: کہ آپ نماز پڑھائیے، میرے پیچھے نماز پڑھنے کو تیار ہو گئے۔ (اس سے پہلے مسلمان بھی نہیں سمجھتے تھے) میں نے کہا: بس۔

اسی مسجد میں دستار بندی کا جلسہ تھا، میں نے تقریر کی، انہوں نے سب سے پہلے اٹھ

کر مجھ سے مصافحہ کیا۔ ہاتھ چومے اور کہا: کہ آپ نے تو دریا کو کوزے میں بند کر دیا۔ غرض دو چمچہ حلوا اور ایک کپ چائے سارے کفر کا کفارہ بن گئی۔

ایک مناظرہ

مولانا صدیق احمد صاحب (باندوی رحمۃ اللہ علیہ) نے ایک دفعہ اطلاع کی کہ یہاں قریب کے گاؤں میں فلاں پیر صاحب آ رہے ہیں، ایک شادی ہے، لوگوں نے مجھے بھی بلایا ہے، میں بہت پریشان ہوں کہ کیا کروں، جاتا ہوں تو وہ پیر صاحب ہمارے اکابر کو گالیاں دیتے ہیں، گالیاں دیں گے سننی پڑیں گی، اگر میں بولتا ہوں تو فساد ہو جائے گا، غرض بولوں تو مصیبت نہ بولوں تو مصیبت۔ کیا کروں۔

چنانچہ شادی ہوئی، پیر صاحب نے مناظرہ کے لئے کہا: مولانا صدیق صاحب نے کہا: کہ مناظرہ سے کوئی فائدہ نہیں بلکہ بے کار ہے۔

اس نے کہا: اگر مناظرہ نہیں کرتے تو دیوبندیت کی لعنت سے توبہ کرو۔ انہوں نے مولانا کو مجبور کیا، تو مولانا نے کہا: اچھی بات ہے، چلو مناظرہ سہی۔

وہ پیر صاحب مولانا سے بولے کہ اپنے پیر صاحب کو بلالو، تاریخ مقرر کرلو، مولانا نے کہا: یہی آج ہی کی تاریخ ہے (جمع ہو ہی گئے ہیں) کسی کو بلانے کی ضرورت ہی نہیں، میں تنہا کافی ہوں، اس پر پیر صاحب نے کہا: کہ اس وقت مناظرہ کیسے ہوسکتا ہے؟ ہمیں حج کو جانا ہے۔ حج سے واپسی پر مناظرہ ہوگا۔

مجھے اطلاع کی کہ یہ ہوگیا۔ میں نے کہا: یہی غنیمت جان لو، اب جو حضرات اہل قلب ہیں اللہ نے جن کے دل میں اپنا خوف اور حضور اقدس ﷺ کی محبت ڈال دی ہے، ان کی تقریر کرائیے، جلسے کرائیے، اور صرف حضرت نبی اکرم ﷺ کے حقوق بیان کیجئے اور یہ کہ ان کے ادا کرنے کا طریقہ کیا ہے۔ یہاں تک کہ لوگوں کے ذہنوں مین جو مغالطہ ہے وہ

01 Khutbat-e-Mahmood J-1

ختم ہو جائے، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

جب پیر صاحب واپس پہنچے تو مولانا نے مجھے اطلاع کی، میں دیوبند سے وہاں پہنچا اور دوست واحباب کو بھی بلا لیا۔ مولانا ارشاد صاحب مبلغ دارالعلوم دیوبند سے، مولانا قاری صدیق صاحب باندہ سے، لکھنؤ سے مولانا عبد السلام، مولانا عبد الوحید فتحپور سے، کانپور سے مولانا منظور صاحب، مولانا مبین صاحب، مولانا ریاست صاحب، غرض بڑا مجمع کا مجمع پہنچا لیکن ادھر حکومت نے کلکٹر نے دفعہ ایک سو چوالیس (۱۴۴) قائم کر دی کہ کسی جلسے کی اجازت نہیں۔ اور ہم بھی پولیس کے پہرے کے باوجود ٹرک میں بہت احتیاط سے پہنچ ہی گئے۔

ان لوگوں نے ہمارے پاس اطلاع بھیجی کہ کلکٹر کی طرف سے ممانعت ہوگئی ہے۔ لہٰذا ہم لوگ دوبارہ اپنے آدمیوں کو بھیج رہے ہیں تاکہ اجازت ہو جائے، آپ بھی اپنا نمائندہ بھیج دیجئے تاکہ دونوں فریق کی موجودگی میں اجازت ہو جائے، ہم نے کہا: بہت اچھا۔ بھیج دیا نمائندہ۔

مناظرہ میں مباحثہ

کلکٹر ہندو تھا۔ اس نے کہا: کیا بات ہے، مناظرہ کیا ہوتا ہے؟

انہیں بتلایا گیا کہ جس طرح سے عدالت میں دو وکیل کھڑے ہو کر گفتگو کرتے ہیں۔ ایک کہتا ہے اس طرح سے ہے۔ دوسرا کہتا ہے اس طرح سے نہیں بلکہ اس طرح ہے، اسی طرح مناظرہ ہوتا ہے۔ کلکٹر نے کہا: یہ تو مباحثہ ہے۔ اس میں کیا حرج ہے؟ کس بات پر ہے مباحثہ؟

کسی مسلمان کو کافر کہنے کا حق نہیں

ان سے کہا گیا کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے بڑے بڑے عالم جو گذرے ہیں یا کچھ موجود ہیں وہ مسلمان نہیں ہیں۔ مثلاً مولانا حسین احمد مدنی، مولانا حفظ الرحمن، مولانا محمد میاں،

مولانا احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ علماءِ دیوبند کا نام لیا جو سیاست میں بھی حصہ لیتے تھے (کہ ان لوگوں کو ان ہی کا تعارف زیادہ ہوتا ہے)۔

کلکٹر نے کہا: یہ ان کو کہتے ہیں مسلمان نہیں ہیں۔ ایسا کیوں کہتے ہیں؟ یہ تو غلط طریقہ ہے۔ ایک پنڈت کو یہ تو کہنے کا حق ہے کہ میں پنڈت ہوں، لیکن یہ کہنے کا حق نہیں کہ فلاں پنڈت پنڈت نہیں۔ اپنے متعلق تو دعویٰ کرسکتا ہے لیکن دوسرے کے متعلق نفی نہیں کرسکتا۔ اس پر تو فساد ہو جائے گا، جب مسلمانوں کے بڑوں کو یہ کہا جائے گا کہ وہ مسلمان نہیں۔ پھر اس کو کون برداشت کرے گا۔ اس پر ان لوگوں (بریلویوں) نے کہا: کہ جی ہاں وہ مسلمان نہیں تھے، اس پر کلکٹر نے کہا: کہ یہ نیکی پھیلانے کے لئے کیا میرا ہی ضلع رہ گیا، سب کو پکڑ کے بند کردوں گا خوب ڈانٹ دیا۔ غرض مناظرہ ہی ختم ہوگیا۔

دیوبند مناظرہ کے لئے آنے کی دعوت

جب وہاں سے واپس ہونے لگے، اس شخص نے کہا: کہ صاحب ہم تو مناظرہ سننے کیلئے آئے تھے، آپ جارہے ہیں۔ ہم نے کہا: ہم بھی مناظرہ کرنے آئے تھے، آپ اجازت لو کلکٹر صاحب سے، یہ آپ کا ضلع ہے، ہم تیار ہیں مناظرہ کیلئے اگر اجازت مل جائے، اگر تم لوگ اجازت نہیں لے سکتے، ہم آپ کو دعوت دیتے ہیں، چلو دیوبند، یہاں ہم آپ کی دعوت پر آئے تھے، وہاں آپ ہماری دعوت پر آئیں، وہاں کلکٹر سے اجازت لینا ہمارے ذمہ ہوگا۔ بلکہ جتنے مہمان آپ کے ساتھ ہوں گے ان سب کا کھانا بھی ہمارے ذمہ۔

انہوں نے کہا: ہم دیوبند تو نہیں آسکتے، ہم نے کہا: ہم نے تو یہ جواب نہیں دیا تھا کہ ہم آپ کے یہاں نہیں آسکتے۔

بریلوی سنی نہیں ہوسکتے

ایک اور شخص نے کہا: ہم تو مناظرہ کے لئے آئے تھے، میں نے کہا: تم کون ہو؟

اس نے کہا: سنی ہوں۔ مولانا احمد رضا خاں کا معتقد ہوں۔ میں نے کہا: وہ تو سنی نہیں تھے، اس واسطے کہ انہوں نے کہا ہے کہ مجھے سنتیں معاف ہیں۔ جس کی سنتیں معاف ہوں وہ سنی کیسے ہو سکتے ہیں۔ مولانا احمد رضا خاں کی کتابوں میں یہ موجود ہے کہ:

”بحمد اللہ میں اپنی حالت وہ پاتا ہوں کہ سنتیں مجھے معاف ہیں۔ میں نے سنتیں تو نہیں چھوڑیں۔ البتہ نفلیں اسی روز سے چھوڑ دیں۔“

حالانکہ نفلیں پڑھنا بھی حضور اقدس ﷺ کی سنت ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے تو نہیں چھوڑیں، جب سنتیں معاف ہیں تو سنی کیسے؟

مناظرہ سے انکار مت کرنا

مولانا ریاست علی صاحب نے کہا: کہ اچھا کوٹ (مقام کا نام) چلو وہاں مناظرہ کریں گے، لیکن وہ کہاں آتے۔

بہرحال مناظرہ نہیں ہوا۔ خوب روپیہ اور چالیس من غلہ ان لوگوں نے مناظرہ کے لئے جمع کیا تھا یہ کہہ کر کہ وہابیوں کے یہاں سنت کا جھنڈا اگاڑنا ہے، اب ان کی جماعت نے مطالبہ کیا کہ ہمارا غلہ اور روپیہ واپس کیجئے۔ جب مناظرہ نہیں ہوا تو غلہ اور روپیہ کیوں رکھتے ہو؟ لائیے واپس۔ ان کا تو گذارہ ان ہی چیزوں پر ہے۔ پھر انہوں نے یہ تجویز کی کہ کانپور میں مناظرہ ہوگا۔ کانپور سے مجھے اطلاع کی گئی، میں نے کہا: کہ انکار ہرگز مت کرنا مناظرہ سے، جو شرائط وہ رکھیں رکھنے دیں۔

اصل میں وہ چاہتے تھے کہ چاہے ایک ہی جھڑپ ہو جائے تاکہ یہ غلہ اور روپیہ ہضم ہو جائے، مناظرہ سے چورن کا کام لینا چاہتے تھے۔ وہاں بھی مناظرہ نہیں ہوا۔ البتہ اپنا جلسہ کر کے تقریریں کیں۔ جو کہنا تھا کہہ دیا۔

اور حال ان کا یہ کہ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے چھیڑتے رہتے ہیں، گالیاں دیتے رہتے ہیں، پروپیگنڈہ کرتے رہتے ہیں۔ وہ کرتے رہیں جو کچھ کرتے ہیں۔ ہمیں ان کا کیا

جواب دینا ہمارے اکابر کا کام دنیا کے سامنے ہے۔ ہمیں اپنے کام سے فرصت نہیں۔

حضور اقدس ﷺ نے تسلی دی

لکھنؤ میں ایک صاحب رہتے ہیں، مولانا وارث حسن کے صاحبزادے۔ مولانا وارث حسن صاحب حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے۔ ان کے پاس ایک شخص آیا۔ اس نے کہا: میں مرید ہونا چاہتا ہوں، لیکن میں فلاں فلاں کو مسلمان نہیں سمجھتا، کافر سمجھتا ہوں، اکابر دیوبند کا نام لے لے کر کہا: کہ ان کو کافر سمجھتا ہوں۔ اس کے باوجود آپ مجھے مرید کر سکتے ہیں تو کر لیں۔ انہوں نے مرید کر لیا۔

پھر ایک روز وہ شخص آیا، بدن کانپتا ہوا، روتا ہوا، بہت بے قرار، اس نے عرض کیا: میں نے خواب میں زیارت کی حضرت نبی کریم ﷺ کی، کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ حضور اقدس ﷺ کے قدموں پر اس طرح سے ہاتھ رکھے ہوئے دوزانو بیٹھے ہوئے ہیں، جس طرح سے التحیات میں بیٹھتے ہیں اور کہتے ہیں حضور! میرا قصور تو بتا دیجئے کیا ہے؟ یہ لوگ کیوں مجھے برا کہتے ہیں؟ حضور اقدس ﷺ نے دونوں ہاتھ ان کے پکڑے اور پکڑ کر سینے سے چمٹا لیا اور فرمایا: ”میں تو برا نہیں کہتا، میں تو برا نہیں کہتا۔“

پھر اس شخص نے کہا کہ؛ اب میں اس واسطے آیا ہوں کہ آپ کے سامنے توبہ کرتا ہوں کہ آئندہ ان حضرات کو کبھی برا نہیں کہوں گا۔

اس لئے ہمیں اپنی براءت کے لئے اور اپنے اکابر کی براءت کے لئے کچھ نہیں کہنا، ان کی خدمات لوگوں کے سامنے ہیں اور روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں۔

البتہ بھئی! جو حضرات مخالف ہیں، دعا کریں ان کے لئے کہ اللہ تعالیٰ ان کے قلب میں صلاحیت پیدا فرمائے، غلط راستے سے حفاظت فرمائے، حضرت نبی کریم ﷺ کا حقیقی متبع بنائے۔ آمین!

ختم شد

....

سلام بدرگاہِ خیر الانام

صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم

پیش فرمودہ: فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہٗ

بڑھاپا ہے چلا ہوں سوئے طیبہ — لرزتا لڑکھڑاتا سر جھکائے
گناہوں کا ہے سر پر بوجھ بھاری — پریشاں ہوں اسے اب کون اٹھائے
کبھی آیا جو آنکھوں میں اندھیرا — تو چکرا کر قدم بھی ڈگمگائے
کبھی لاٹھی کبھی دیوار پکڑی — کبھی پھر بھی قدم جمنے نہ پائے
نہ بیٹا ہے نہ پوتا ہے نہ بھائی — کوئی گھر کا نہیں جو ساتھ جائے
نہیں کچھ آرزو اب واپسی کی — وہیں رکھے خدا واپس نہ لائے
مگر چلتا رہوں گا دھیرے دھیرے — دیا والا میری نیّا ترائے
وہاں جا کر کہوں گا گڑ گڑا کر — سلام اس پر جو گرتوں کو اٹھائے
سلام اس پر جو سوتوں کو جگائے — سلام اس پر جو روتوں کو ہنسائے
سلام اس پر جو اجڑوں کو بسائے — سلام اس پر جو بھوکوں کو کھلائے

سلام اس پر جو پیاسوں کو پلائے
سلام اس پر جو گرتوں کو بچائے

اِلتجا

پیش فرمودہ: فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہٗ

باادب درود و سلام من، بہ در نبی بہ رساں صبا
پس ازاں ببیں، کہ چساں شود بہ جواب وا، لبِ جاں فزا

چوں شود قبول بہ درگہش، بہ فرشتہ حسنات گو
بسرم نہند، بہ شکل تاج، جوابِ شاہِ مدینہ را

بہ ذخیرہ ام نہ عبادتے نہ ریاضتے، بہ خدا قسم
چہ شرف بلند بود مرا، زغلامی شہِ دوسرا

نہ عمل بہ من، نہ خلق بہ من، نہ صفاءِ سروعلن بہ من
زحیا سرم نہ شود فراز، ہمیں بس است مرا سزا

چو شود حسابِ گناہِ من بصد التجا بہ نبی رسم
نہ شود غلام شما، ذلیل، پراز گناہ پراز خطا!

بہ شفاعتِ شہ انبیاء، کرمِ کریم نظر کند
ہمہ جرمہائے سیاہِ من بہ شود مرا سبب عطا

چہ مدیح ذرہ نعل پاک نبی شود ز قلم بیاں!
مہ وخور فلک بکند نثار، وملک بہشت ثمر فدا

قدم نبیؐ بہ سرش فتد زہے یاوریٔ نصیبِ او
بہ قمر چگونہ بہم رسد زرہِ قدم شدہ ایں عطا

چو شود زقبر بروں سرم بہ ہزار شوق ندا کنم
بتنم بجائے کفن نہند غبارِ راہِ مدینہ را

زگناہ زندگیم تباہ کنوں خجل شدہ آمدم
بہ غلامِ عاصی سرنگوں نظر کرم نظر کرم

□□□

01 Khutbat-e-Mahmood J-1

مکتبہ محمودیہ کی اہم مطبوعات

۱	فتاویٰ محمودیہ ترتیب جدید (۳۱ ر جلدیں)	۲۱	مواعظ فقیہ الامت ۵ ر جلدیں
۲	الرفیق الفصیح لمشکوۃ المصابیح (۱۵ ر جلدیں)	۲۲	تربیت الطالبین
۳	گلدستۂ سلام بدرگاہ خیر الانام ﷺ	۲۳	ترجمہ عمل الیوم واللیلۃ اردو
۴	تذکیر الاحباب، بعد وفات قطب الاقطاب	۲۴	محمود الاعمال
۵	رفع یدین اور قرأۃ فاتحہ خلف الامام	۲۵	تحفۂ اسکوٹ لینڈ
۶	نعت محمود، وصف محبوب صلی اللہ علیہ وسلم	۲۶	آسان فرائض
۷	حیات محمود (سوانح) مکمل ۲ ر جلدیں	۲۷	ارمغان اہل دل (کلام محمود)
۸	ملفوظات فقیہ الامت ۳ ر جلدیں	۲۸	وصف شیخ
۹	معاشرت پر ایک نظر (جدید مع حذف واضافہ)	۲۹	لطائف محمود
۱۰	صلوۃ وسلام اور معمولات یومیہ مع شجرۂ مبارکہ	۳۰	غیر مقلدیت
۱۱	مکتوبات فقیہ الامت ۳ ر جلدیں	۳۱	رد شیعیت
۱۲	مناقب النعمان (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ)	۳۲	آئینہ مرزائیت
۱۳	گلدستۂ سلام بدرگاہ خیر الانام ﷺ	۳۳	رضاخانیت
۱۴	مسلک علمائے دیوبند اور حب نبی ﷺ	۳۴	اسباب لعنت
۱۵	ذکر محمود (یعنی مختصر سوانح حضرت فقیہ الامت)	۳۵	اسباب غضب
۱۶	اصول حدیث منظوم نافع (ترجمہ تشریح)	۳۶	حقیقت حج
۱۷	اصول حدیث منظوم نافع	۳۷	حدود اختلاف (ترتیب جدید)
۱۸	جناب گرونا نک جیؒ اور اسلام (ہندی)	۳۸	سرکاری سودی قرضے
۱۹	جناب گرونا نک جیؒ اور اسلام (اردو)	۳۹	مشائخ احمد آباد
۲۰	جناب گرونا نک جیؒ اور اسلام (پنجابی)	۴۰	شاہد قدرت

۴۱	خطبات رفیق الامت ۲/جلدیں	۵۶	حقوق مصطفیٰ ﷺ
۴۲	صلوۃ وسلام مع احکام حج	۵۷	خلاصۂ تصوف
۴۳	افریقہ وخدمات فقیہ الامتؒ	۵۸	نغمۂ توحید
۴۴	غیر مقلدین کا اصلی چہرہ	۵۹	عقائد الشیعہ
۴۵	تقلید کی شرعی حیثیت	۶۰	کام کی باتیں
۴۶	غیر مقلدین ایک تعارف	۶۱	تذکرہ رفیق الامتؒ
۴۷	تذکرہ مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ	۶۲	سلوک واحسان
۴۸	تذکرہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ	۶۳	فکر آخرت
۴۹	تذکرہ سید احمد شہیدؒ	۶۴	مصباح المشکوٰۃ
۵۰	تذکرہ مولانا اسماعیل شہیدؒ	۶۵	تفسیر سورۂ فاتحہ (اردو، ہندی)
۵۱	تذکرہ سلطان ٹیپو شہیدؒ	۶۶	تفسیر سورۂ فاتحہ (انگلش)
۵۲	حیات ابرارؒ	۶۷	فضائل بسم اللہ (اردو، انگلش)
۵۳	سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	۶۸	عظمت قرآن (اردو، انگلش)
۵۴	سیدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ	۶۹	مسنون ومقبول دعائیں
۵۵	فاروقِ ثانی حضرت عمر بن عبد العزیزؒ	۷۰	اسباب مصائب اور ان کا علاج

آرڈر کی بروقت تعمیل ہمارا طرۂ امتیاز ہے۔

رابطہ کے لئے نمبرات: 9719841275, 9897362738

......: پتہ :......

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) ۲۴۵۲۰۶